ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۰ فروری ۱۹۵۶

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

فہرست مضامین

حقیقت پردہ

از جناب عبد البر محمد قاسم صاحب ملتانی

نکاح اور زنا

اللہ تعالےٰ نے جہان کا ذرہ ذرہ انسان کے لئے پیدا فرمایا۔ کیونکہ انسان ہر شی کا محتاج ہے لیکن ہر شی کا استعمال انسان کے اختیار میں نہیں کیونکہ انسان کسی شے کا مالک نہیں۔ لہٰذا ملک غیر میں بدوں اجازت مالک کے تصرف کرنا قطعاً ناجائز بلکہ حرام ہے۔ اسی طرح ہر مرد کا عورت سے بدوں نکاح نفع اٹھانا حرام ہے اور ناجائز ہے۔ کیونکہ عورت اللہ تعالےٰ کی ملک ہے اور اللہ تعالےٰ نے ہر عورت ہر مرد کے لیے مقدر رکھی ہے۔ اب کسی مرد کا کسی عورت سے بدوں نکاح نفع اٹھانا یہ ملک غیر میں تصرف کرنا ہے اور غیر کی عورت سے نفع اٹھانا اسی کا نام زنا ہے۔

ہاں اگر کوئی مرد نکاح کے بعد عورت سے نفع اٹھاتا ہے تو یہ اس کا عین حق ہے۔ اور حلال ہے یعنی اللہ تعالےٰ نے جو عورت اس کے حق میں مقدر کی تھی نکاح نے اس عورت کو اس کے سپرد کر دیا اب اس مرد نے اپنے حق میں تصرف کیا گویا لفظ نکاح سے اس کو اپنا حق مل گیا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مردوں کی عورتوں سے نسبت کی ہوئی کسی امر کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ درحقیقت وہ عورت اس کے مقدر میں نہیں ہوتی بلکہ وہ عورت کسی اور کے حق میں مقدر ہوتی ہے۔ ظاہراً بہانے سے حق والے کو اپنا حق مل جاتا ہے

اللہ تعالےٰ نے انسان کو یہ وقار دیا ہے کہ نفع مخصوص میں وہ کسی کو شریک نہیں کر سکتا۔ یعنی ایک عورت سے کئی نکاح جائز نہیں سبحان اللہ کیا شان ہے نکاح کے بعد تا زندگی کی زندگی میں کسی کو نکاح کرنے کا حق نہیں۔ عورت کے تمام منافع واحد اپنے مرد کے لئے ہیں۔ اسلام میں مرد کی کیا شان ہے۔ عیش زندگی اور مردانی حاجت کو پورا کرنے کے لیے چار عورتوں کی اجازت ہے۔ لیکن عورت ایک کی موجودگی میں دوسرے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اور منکرین پردہ کے نزدیک بغیر نکاح کے عورت کئی خاوند بنا سکتی ہے۔ اور منکرین پردہ زنا کو پسند کرتے ہیں۔ اور فخر سمجھتے ہیں۔ اس پر مسلمانی کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان کے قانون حیات (قرآن و حدیث) میں ارشاد ہے ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ حصول زنا کے لئے کسی قسم کی حرکت مت کرو۔ یعنی زنا کے ملک میں کسی قسم کا تصرف نہ کرو نہ زبان سے نہ ہاتھ سے، نہ قدموں سے، نہ عقل سے اس کا حال مثل چوری کے ہے مثلاً آدمی چوری پر دلالت کرے تو مجرم اگر چوری کے لیے چلے تو مجرم اس سلسلہ میں جو کچھ بھی کرے گا۔ قابل گرفت ہوگا۔ انہ کان فاحشۃ کیوں کہ یہ جرم یقیناً چھپا نہیں رہتا۔ یعنی ہر حال اور ہر ایک پہ ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

عورتوں کی اسلام میں شان

اسلام نے عورتوں کو بیکار نہیں چھوڑا اور نہ ذلیل کیا ہے۔ بلکہ عورت کو اپنی شان کے مطابق مرد کے فعل و قول کے برابر رکھا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ مرد کی اپنی اور عورت کی اپنی شان ہے۔ اور اپنی اپنی شان سے تجاوز کرنا ایک اسلامی جرم ہے اعورت اور مرد کا مقام امر رجہاد کر سکتا ہے اور عورت مجاہدین کے کھانے پکانے کا کام کر سکتی ہے۔ مرد تلوار چلا سکتا ہے۔ عورت بند مکان میں تلواریں بنا سکتی ہے۔ مرد مجاہدانہ لباس پہن سکتا ہے عورت وردی کی سلائی کر سکتی ہے۔ مرد میدان جنگ میں قربان ہو سکتا ہے۔

عورت مقتولین کی اولاد کی پرورش کر سکتی ہے بہرحال مستورات جنگ کے متوازی کام کر سکتی ہیں مرد مردوں میں تبلیغ کر سکتا ہے۔ عورت عورتوں میں تبلیغ کر سکتی ہے۔ مرد کما سکتا ہے عورت سنبھال سکتی ہے۔ عورت مجاہد بن نہیں سکتی جبن سکتی ہے۔ بہرحال عورت اپنی شان کے مطابق ہر کام کر سکتی ہے۔ لیکن نہ مرد اپنی شان اور نہ عورت اپنی شان سے تجاوز کر سکتی ہے۔

تجاوز کی سزا

اگر ان میں سے کوئی اپنی شان سے تجاوز کریگا تو اس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا ہے (ابوداؤد) میں ہے کہ مرد کی مشابہت کرنے والی عورت پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کا لباس پہننے والے مردوں پر لعنت ہے۔

عورتوں کی اسلامی شان کی دلیل

ان [illegible] الخ (پارہ ۲۲ ع ۱) اس آیت میں دس صفات ہیں جو انسان کی زندگی کو مزین کر دیتی ہیں۔ اور ہر ایک صفت میں مرد کے ساتھ عورت کو شریک کر دیا ہے تاکہ اخلاقی زندگی منور ہو جائے۔

عصمت کی اہمیت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا اے لوگو! عورتوں کے حقوق کے بارہ میں اللہ تعالےٰ سے ڈرو۔ تم نے ان کو اللہ کی امانت کی حیثیت سے پایا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے کلمہ کے ذریعہ سے ان کے جسموں کو اپنے لئے جائز کیا۔ اور تمہارا ان کے اوپر حق ہے۔ کہ کسی غیر مطلوب سے تمہارے بستر کو پامال نہ کرائیں۔ اور بے پردگی سے ایسا ہونے کا اندیشہ ہے

بے پردگی کے نقائص

بے پردگی زنا کی ماں ہے۔

بے پردگی سے نہ صرف خاندان بلکہ قوم کی عزت کا خاتمہ ہوتا ہے۔

بے پردگی سے جائز ناجائز پیشہ ہو یا نہ ہو ہر صورت میں نمائش کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

بے پردگی سے بے صبری کا لازم ہونا، اور بے صبری کے سبب بدکاری کا ہونا یقینی ہے۔

بے پردگی سے زبان کی آزادی اور بے حیائی کا خطرہ ہے۔

بے پردگی سے والدین، خاوند، بھائی حتیٰ کہ خاندانوں کی نافرمانی ہوتی ہے۔

بے پردگی سے بسا اوقات گھر اور اولاد کو چھوڑ دینا پڑتا ہے

بے پردگی زنا کا مقدمہ ہے۔ اور زنا سے حرامی اولاد پیدا ہوتی ہے۔

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

جلد (۱) جمعہ ۲۷ جمادی الاخری ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۹۵۶ء نمبر ۳۹

یہ سیاست ؟؟

پاکستان دستور ساز اسمبلی میں آئندہ نافذ ہونے والا دستور تکمیل کے مراحل طے کررہا ہے۔ اخبارات کی اطلاعات سے واضح ہوتا ہے کہ ایک فریق چاہتا ہے۔ جس قدر جلد ہوسکے دستور کو مکمل کرلیا جائے۔ دوسرا فریق ہر ممکن طریق سے اول الذکر فریق کے ارادوں میں حائل ہو رہا ہے۔ جہاں تک اراکین مجلس کے تائیدی اور تنقیدی لب و لہجہ کا تعلق ہے۔ وہ تو شاذ ہی سنجیدہ ہوا کرتا ہے۔ ہماری ان مجالس میں، اکثر غیر حاضری بے تو جگی فریق مخالف پر جا و بے جا آوازے کسنا وغیرہ جائز اور درست ہوتے ہیں۔ ہم خاص طور پر جس بات کا نوٹس لے رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارے ایک نام نہاد مسلم رکن دستوریہ اس بات پر برہم ہیں کہ اس ملک کا نام " اسلامی جمہوریہ پاکستان " کیوں رکھا جارہا ہے وہ لفظ اسلامی پر بالخصوص چیں بجبیں ہیں اگرچہ غیر مسلم ارکان بھی اس بات پر لے دے کر رہے ہیں۔ لیکن ان کا استدلال ایک مسلمان کے لئے سمجھنا زیادہ مشکل نہیں۔ اولاً تو برصغیر ہند و پاکستان کے غیر مسلم لفظ "پاکستان" ہی کے مخالف تھے لیکن بفضل ایزدی مسلمانوں نے انہی کے سامنے ایسے ملک کی تشکیل کردی تو تو اب اور نہیں تو اس کی ہی مخالفت کریں گے کہ اس کا نام اسلامی جمہوریہ نہ ہو البتہ مسلمان اراکین دستوریہ کی اس بارے میں حبارت حیران کن رہے۔ جو خود کو مسلمانوں کی سیاسی جماعتوں کا رہنما سمجھتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں اور پاکستان کے بنیادی مقاصد سے بے خبر ہیں۔ یا دانستہ اغماض کررہے ہیں۔ کاش کہ ہم ذاتیات کی بحث کو اپنے نزدیک جائز سمجھتے اور ان کا نام لے کر قارئین کرام کو بتا سکتے ہیں کہ ان سیاست کے مرغان باد نما میں گزشتہ آٹھ نو سالوں میں کیا کیا گل کھلائے ہیں۔ جن عوام کی محبت اور ہمدردی کا سہارا لے کر اسمبلیوں میں پہنچے اور وزارتی کرسیوں پر متمکن ہوگئے ان عوام کو یکسر بھلا دینے میں انہوں نے کتنی عجلت سے کام لیا۔ جن برائیوں کو وہ کھلے بندوں برا کہتے پھرتے تھے کس طرح وہ ان میں ملوث ہوئے۔ افسوس ہے ان کی مسلمانی پر کہ رہتے تو مسلمانوں کے ملک میں ہیں۔ اور ملک کا نام اسلامی رکھنے پر مخالفت کررہے ہیں۔ اپنا نام بھی مسلمانوں والا رکھا ہوا ہے۔ لیکن اسلام سے خائف ہیں۔ اس ملک کا نام اسلامی ہوگا اور یقیناً ہوگا (انشاء اللہ العزیز) لیکن ان کی سیاست بھی برہنہ ہونی تھی۔ اور مسلمانوں کو معلوم ہونا تھا کہ ہماری ہی کی پشت پناہی پر وہ ایوان میں ہمارے ہی جذبات سے کھیلتے ہیں۔

انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے رویے کو فوراً بدلیں اور اسلام کے متعلق سارے خدشات دل سے نکال دیں ان کی منافقت پاکستان میں کسی طرح بھی برداشت نہیں کی جاسکتی۔ اگر ان کے یہی خیالات ہیں تو نہ مشرقی اور نہ مغربی پاکستان کے عوام کے کسی طبقہ کی بھی وہ رہنمائی نہیں کرسکتے۔ دونوں طبقوں کے عوام بارہا کہہ چکے ہیں۔ کہ دستور اسلامی طرز کا ہونا چاہیئے۔ اس دستور کی راہ میں رکاوٹ بننے والے کسی عنصر کو برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

گداگری

ہمارے ملک میں بڑھتی ہوئی گداگری ایک قومی مسئلہ بن رہی ہے۔ مانگنے والوں میں بھی واقعی بعض ضرورت مند اور تہی دست لوگ ہونگے۔ لیکن اکثریت پیشہ ور گداگروں کی ہے۔ جن کی زندگی کا نصب العین بھیک مانگنا ہے۔ قبل از تقسیم حالات کچھ زیادہ اچھے نہیں تھے۔ لیکن تقسیم ملک کے بعد گداگری میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے۔ کسی شریف النفس انسان کا دل مجروح ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا جب وہ فٹ پاتھ پر بوسیدہ برقعہ پوش عورت کو دو تین چھوٹے چھوٹے بچوں کی معیت میں بھیک مانگتے دیکھتا ہے۔ یا پھر مساجد میں بلا ناغہ مانگنے والوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جو فرض نماز کے سلام کے بعد ہی اپنی درد بھری داستان شروع کردیتے ہیں۔ ظاہر ہے ان حالات سے عوام انفرادی طور پر عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ یہ کام یا تو حکومت کا ہے یا پھر ایسی معاشرتی مجالس کا جو انسداد گداگری کا ذمہ اٹھائیں۔ مگر بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ایسے ادارے فقید المثال ہیں۔ اس لئے صرف حکومت ہی رہ جاتی ہے۔ جو اس بڑھتے ہوئے " وبائی مرض " کی روک تھام کرے اس صورت میں عوام کا فرض ہوگا کہ حکومت سے ہر ممکن تعاون کریں اور ملک کو گداگری سے جلد از جلد نجات دیں پہلے تو حکومت پولیس کے علاوہ اور ذرائع سے پیشہ ور گداگروں کو ڈھونڈ نکالے اور ان کے مناسب حال انہیں کام مہیا کرے۔ اور جو پھر واقعی مستحق ہیں انہیں روٹی مہیا کرے ایسے عملے کی بھی مستقلاً ضرورت ہے جو انسداد گداگری کا نگران ہو اور اپنی کوششوں سے اسے کسی طرح بڑھنے نہ دے۔ ہو سکتا ہے کہ حکومت نے اس بارے میں کچھ اقدام کئے ہوں لیکن وہ اس قدر ناکافی ہیں کہ نہ ہونے کے برابر ہیں گداگری اسی طرح بڑھ رہی ہے اور سب سے زیادہ ضرورت اس چیز کی ہے۔ کہ ملک کے معاشی حالات کو سدھارا جائے۔ دولت کی تقسیم درست طریقے پر ہو۔ روپیہ کا سرکولیشن برابر ہونا چاہیئے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ باشندوں کے ایک طبقے کی جیب سے روپیہ نکل کر دوسرے طبقہ کی تجوریوں میں چلا جائے۔ اور وہاں منجمد ہوکر رہ جائے۔ اگر یہ صورت حال قائم رہی تو گداگری کا کم ناممکن ہے بلکہ اور بڑھے گی آزاد مسلمان ملک کے یہ شایان شان نہیں کہ اس کے باشندوں کا ایک معتدبہ حصہ دوسروں کا خیراتی طور پر محتاج ہو۔ اسلئے اس مسئلہ کا فوری حل تلاش کرنا ضروری ہے۔

دین و دنیا کی فلاح تلاوت قرآن میں

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس کارپوریشن مقیم شاہ عالمی گیٹ لاہور)

نمبر ۳

حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کے لئے لوگوں میں سے بعض لوگ خاص گھر کے لوگ ہیں۔ صحابہ نے عرض کی کہ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ قرآن شریف والے کہ وہ اللہ کے اہل ہیں اور خواص ہیں۔ قرآن والے وہ لوگ ہیں جو ہر وقت کلام پاک میں مصروف رہتے ہوں۔ اس کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں۔ ان کا اللہ کے اہل اور خواص ہونا ظاہر ہے اور جب یہ ہر وقت کلام پاک میں مشغول رہتے ہیں تو الطاف باری بھی ہر وقت ان کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور جو لوگ ہر وقت کے پاس رہنے والے ہوتے ہیں۔ وہ اہل اور خواص ہوتے ہیں۔ کس قدر بڑی فضیلت ہے کہ ذرا سی محنت و مشقت سے اللہ والے بنتے ہیں۔ اللہ کے اہل شمار کئے جاتے ہیں۔ اور اس کے خواص ہونے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

دنیوی دربار میں صرف داخلہ کی اجازت کے لئے اور کونسل کی ممبری کے لئے کس قدر جانی و مالی قربانی کی جاتی ہے۔ ووٹروں کی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ ذلتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اور یہ بڑا کام سمجھا جاتا ہے۔ لیکن قرآن شریف کی محنت کو بیکار سمجھا جاتا ہے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ اے قرآن والو قرآن شریف سے تکیہ نہ لگاؤ۔ اور اس کی تلاوت دن رات ایسی کرو جیسا کہ اس کا حق ہے۔ کلام پاک کی اشاعت کرو اور اس کو اچھی آواز سے پڑھو۔ اور اس کے معانی میں تدبر کرو۔ تاکہ تم فلاح کو پہنچو اور اس کا بدلہ (دنیا میں) طلب نہ کرو کہ (آخرت میں) اس کے لئے بڑا اجر و بدلہ ہے۔ اس حدیث میں چند امور ارشاد فرمائے ہیں۔ (۱) ابن حجر نے لکھا ہے کہ قرآن پاک پر تکیہ لگانا۔ اس کی طرف پاؤں پھیلانا۔ اس کی طرف پشت کرنا۔ وغیرہ حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ غفلت اور لاپرواہی سے کلام پاک برکت کے واسطے تکیہ ہی پر رکھا رہے جیسا کہ بعض مزارات پر دیکھا گیا ہے۔ کہ قبر کے سرہانے برکت کے واسطے رحل پر رکھا رہتا ہے۔ یہ کلام پاک کی حق تلفی ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے۔ (۲) اس کی تلاوت کرو۔ جیسا کہ اس کا حق ہے یعنی کثرت سے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے جس عزت سے بادشاہ کا فرمان اور جس شوق سے محبوب کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح پڑھنا چاہیئے۔ (۳) اس کی اشاعت کرو یعنی تقریر تحریر سے ترغیب سے عملی شرکت سے جس طرح بھی ہو سکے

اس کی اشاعت کرو۔ ہمارے پیارے نبی جن کی ہم امت کہلاتے ہیں وہ تو کلام پاک کی اشاعت اور اس کے پھیلانے کا حکم فرماتے ہیں۔ اور ہمارے روشن دماغ اس کے پڑھنے کو فضول بتلاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی حب رسول اور حب اسلام کے لمبے چوڑے دعوے بھی ہیں خالی دعووں سے کیا بنتا ہے جبکہ عمل اپنے خدا اور رسول کی مرضی کے خلاف ہو۔ آقا کا حکم ہے کہ قرآن پاک کو پھیلاؤ۔ مگر ہمارا عمل ہے کہ جو کوشش اس کی رکاوٹ میں ہو سکے دریغ نہ کریں گے۔ جبریہ تعلیم کے قوانین بنوائینگے۔ تاکہ بچے بجائے قرآن پاک کے پرائمری پڑھیں۔ بہت سی مثالیں ایسی ہیں کہ شروع میں بچہ قرآن شریف ناظرہ یا حفظ پڑھتا تھا جب اس کے پاس نوٹس آیا تو والدین کو مجبوراً وہاں سے اٹھا کر پرائمری اسکول میں داخل کرانا پڑا۔

(۴) اس کے معنی میں غور کرو۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے میرے بندے تجھے مجھ سے شرم نہیں آتی تیرے پاس راستہ میں کسی دوست کا خط آجاتا ہے تو چلتے چلتے راستہ میں ٹھہر جاتا ہے۔ الگ بیٹھ کر غور سے پڑھتا ہے۔ ایک ایک لفظ پر دھیان دیتا ہے۔ اگر کوئی لفظ سمجھ میں نہیں آتا تو دوسرے سے پوچھتا ہے۔ میری کتاب تجھ پر گزرتی ہے۔ میں نے اس میں سب کچھ واضح کر دیا ہے۔ بعض اہم امور کا بار بار تکرار کیا ہے تاکہ تو اس پر غور کرے۔ مگر تو بے پرواہی سے اڑا دیتا ہے۔ کیا میں نے تیرے نزدیک تیرے دوستوں سے بھی ذلیل ہوں۔ اے میرے بندے تیرے بعض دوست تیرے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ تو ہمہ تن ادھر متوجہ ہو جاتا ہے۔ کان لگاتا ہے۔ غور کرتا ہے۔ اگر کوئی بیچ میں تجھ سے بات کرنے لگتا ہے۔ تو اشارے سے اسے روک دیتا ہے۔ منع کرتا ہے۔ میں تجھ سے اپنے کلام کے ذریعہ باتیں کرتا ہوں۔ اور تو ذرا متوجہ نہیں ہوتا۔ کیا میں تیرے نزدیک تیرے دوستوں سے بھی زیادہ گرا ہوں۔

(۵) اس کا بدلہ دنیا میں نہ چاہو یعنی تلاوت پر کوئی معاوضہ نہ لو آخرت میں اس کا بہت بڑا معاوضہ ملنے والا ہے۔ دنیا میں اگر اس کا معاوضہ لیا جاویگا تو ایسا ہے جیسا کہ روپیوں کے بدلے کوئی شخص کوڑیوں پر راضی ہو جائے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ جب میری امت دینار و درم کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی۔ تو اسلام کی ہیبت اس سے جاتی رہے گی۔ اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دے گی۔ تو برکت وحی یعنی فہم قرآن سے محروم ہو جائے گی۔

حضور کا ارشاد ہے کہ کلام اللہ کی آواز سے پڑھنے والا علانیہ صدقہ کرنے والے کے مشابہ ہے اور آہستہ پڑھنے والا خفیہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے۔ صدقہ بعض اوقات علانیہ ہوتا ہے جس وقت دوسروں کی ترغیب کا سبب ہو یا اور کوئی مصلحت ہو اور بعض اوقات مخفی افضل ہوتا ہے۔ جہاں ریا کا شبہ ہو یا دوسرے کی تذلیل ہوتی ہو۔ اسی طرح کلام اللہ شریف کا بعض اوقات آواز کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔ جہاں دوسروں کی ترغیب کا سبب ہو اور اس میں دوسرے کے سننے کا ثواب بھی ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات آہستہ پڑھنا افضل ہوتا ہے جہاں دوسروں کو تکلیف ہو یا ریا کا احتمال ہو۔ الغرض دونو طرح پڑھنے کی مستقل فضیلتیں آئی ہیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آہستہ کا عمل علانیہ کے عمل سے ستر حصہ بڑھ جاتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ پکار کر اس طرح مت پڑھو کہ ایک کی آواز دوسرے سے خلط ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی میں ایک شخص کو آواز سے تلاوت کرتے سنا۔ تو اس کو منع کر دیا پڑھنے والے نے حجت کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے واسطے پڑھتا ہے۔ تو آہستہ پڑھ۔ اگر لوگوں کی خاطر پڑھتا ہے تو پڑھنا بیکار ہے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ قرآن شریف ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور ایسا جھگڑالو ہے کہ جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا جائے گا۔ جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے۔ اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے۔ اور جو اس کو پس پشت ڈال دے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے یعنی جس کی یہ شفاعت کرتا ہے۔ اس کی شفاعت خدا کے ہاں قبول ہے۔ اور جس کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے۔ تو یہ اپنی رعایت رکھنے والوں کے لئے درجات کے بڑھانے میں اللہ کے دربار میں جھگڑا کرتا ہے۔ اور اپنی حق تلفی کرنے والے سے مطالبہ کرتا ہے کہ میرا حق کیوں نہیں ادا کیا؟ جو شخص اس کو اپنے پاس رکھے یعنی اس کا اتباع اور اس کی پیروی کو اپنا دستور العمل بنائے۔ اس کو جنت میں پہنچا دیتا ہے اور جو اس کو پشت کے پیچھے ڈال دے یعنی اس کا اتباع نہ کرے۔ اس کا جہنم میں گرنا ظاہر ہے۔ متعدد احادیث میں کلام اللہ شریف کے ساتھ بے پرواہی پر وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف کے ساتھ اپنے عذاب سے محفوظ رکھیں۔ دراصل کلام اللہ شریف اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کے ساتھ بے توجہی پر جو سزا دی جائے

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

خرابیِ سینما

(قسط اوّل)

از: جناب حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب
جامعہ اشرفیہ۔ نیلا گنبد لاہور

(گزشتہ ہفتہ جو استفتاء صفحہ ۱۱-۱۲ پر شائع ہوا تھا، یہ نظم اس کا ضمیمہ ہے، جگہ کی قلت کے باعث ہم اسے استفتاء کے ساتھ گزشتہ ہفتہ نہ شائع کر سکے اور اب بھی ہم اسے بالاقساط شائع کر سکیں گے، اس کے لئے ہم مفتی صاحب قبلہ اور قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں)

۱

قومی وقار خاک میں ملتا نہ دیکھیے ... ملی شرافتوں کا کچلنا نہ دیکھیے
تہذیب کا دوالہ نکلنا نہ دیکھیے ... ان بے حیائیوں کا نظارہ نہ دیکھیے
انسانیت کا اٹھتا جنازہ نہ دیکھیے
انساں ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۲

ماؤں کو، بیٹیوں کو نچاتا نہ دیکھیے ... بہنوں کو بزمِ عام میں رسوا نہ دیکھیے
عزت، حیا و شرم کو اڑتا نہ دیکھیے ... لٹتا یہ عفتوں کا خزانہ نہ دیکھیے
ہاں ہاں نہ دیکھیے یہ تماشا نہ دیکھیے
انساں ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۳

گندہ کہیں مذاق بری دل لگی کہیں ... کھلتی ہے رنگ رنگ کی آوارگی کہیں
گھٹتے ہیں اس طرح کے شریف آدمی کہیں ... کیا کر سکیگا ایسا مسلماں کوئی کہیں؟
اس درجہ واہیات کی دنیا نہ دیکھیے
انساں ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۴

تھا آدمی حیا کے مجسم جو آج تک ... ہر فحش سے ہر ایک کے دل میں جو تھی کھٹک
پہنچا ہے شیطنت کی اسے آج یہ کمک ... ان بے حیائیوں میں بھی باقی نہیں جھجک
اب جانور سے بھی اسے گرتا نہ دیکھیے
انساں ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۵

یہ بدمعاشیوں کے ہیں اسکول جا بجا ... بدکاریوں کے درس یہ دیتے ہیں برملا
فحاشیوں میں ہوتا ہے ایک ایک مبتلا ... کافور ہوتی جاتی ہے سب غیرت و حیا
پڑتا ہے آبرو پہ جو ڈاکا نہ دیکھیے
انساں ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۶

لاتا ہے بردباری کے بدلے چھچھورپن ... رہتا نہیں بھروسہ کا باقی کوئی چلن
آوارگی میں غوطے لگاتے ہیں مرد و زن ... عیاشیوں کے رہتے ہیں ہر وقت مکر و فن
ایسی بلا کو قوم پہ آتا نہ دیکھیے
انساں ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۷

پاکیزگی کا ہاتھ سے دامن چھڑائے گا ... عفت کا جوہر آنکھ سے دل سے اڑائے گا
افلاس سے جو شوق کو اک دن بڑھائے گا ... گھر بھر میں آگ دے کے بہت کو اڑائے گا
عزت کو اس طرح سے بگڑتا نہ دیکھیے
انساں ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۸

ہوتی ہے عادت اس سے جوئے کی شراب کی ... آوارگی کی، دھوکہ کی، نسل خراب کی
کینہ، فریب، جھوٹ، غلط انتساب کی ... میزان کل ہے یوں گناہ کے حساب کی
آتا ہوا گناہوں کا ریلا نہ دیکھیے
انساں ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

۹

ہوتے جو نیک ہیں ان میں کبھی تو شعار دیں ... اور ہے کبھی اہانتِ شاہانِ مسلمیں
شہد بنائے جاتے ہیں اشراف و متقیں ... پگڑی اچھالے جاتے ہیں [illegible]
اسلاف کی اہانت بیجا نہ دیکھیے
انساں ہیں تو آپ سینما نہ دیکھیے

(باقی آئندہ)

مرتبہ: چودھری عبدالرحمن خاں صاحب

آج مورخہ ۱۹ر جمادی الاخریٰ ۱۳۷۵ھ مطابق ۲ر فروری ۱۹۵۶ء مخدومنا ومرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اما بعد۔ میں ہمیشہ آپ سے عرض کیا کرتا ہوں۔ یہ مجلس دراصل ان احباب کے لئے جن کا اللہ اللہ کرنے کا تعلق مجھ گنہگار سے ہے۔ یہ الفاظ مجھے ہر دفعہ اس لئے دہرانے پڑتے ہیں۔ کہ ہر مجلس میں کوئی نہ کوئی صاحب نئے ہوتے ہیں۔ ہم اللہ کا نام لیتے ہیں۔ دوسرے احباب بھی آجاتے ہیں۔

ع۔ چشم ما روشن دل ما شاد

جن احباب کا مجھ سے تعلق ہے۔ ان کی خدمت میرے ذمہ فرض ہے۔ اس لئے ان کی روحانی تربیت کے لئے ذکر کے بعد کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ تاکہ ان باتوں پر عمل کرنے سے اللہ تعالےٰ مجھ سے اور آپ سے راضی ہو جائے۔ یہی اس مجلس کا مقصد ہے۔ حصہ بقدر جثہ۔ ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق فائدہ اٹھاتا ہے۔ انسان کام تھوڑا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی شان کے مطابق اجر زیادہ دیتے ہیں۔ ان کا ارشاد ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ ترجمہ۔ جو کوئی ایک نیکی کرے۔ اس کے لئے اس (نیکی) کا دس گنا (اجر ہے) کون اتنی مزدوری دیتا ہے کہ ایک تسبیح کی اور دس کا ثواب مل گیا۔ سکندر رومی سے ایک سائل نے پیسہ مانگا۔ اس نے کہا میری شان کے مطابق مانگو۔ سائل نے کہا اچھا بادشاہی دیدو۔ سکندر نے جواب دیا۔ کہ اپنی حیثیت کا بھی خیال رکھو۔ آج کل کے دنیاداروں نے اگر کسی مزدور کا ایک روپیہ دینا ہو تو ساڑھے تیرہ آنے ہی دینے کی کوشش کریں گے۔ کافی تکرار کے بعد ممکن ہے۔ کہ پندرہ آنے دیدیں۔ میں تو اپنے احباب سے کہا کرتا ہوں۔ کہ غریب سے ڈرا کریں۔ اگر کسی غریب کے چار آنے بنتے ہیں۔ تو اس کو ساڑھے چار آنے دے دیجئے۔ اگر آپ نے اس کا حق پورا نہ دیا۔ تو ممکن ہے۔ اس کی بددعا سے ہزاروں کا نقصان ہو جائے۔

ع تبرس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درحق بہر استقبال مے آید

میری آج کی تقریر کے تین عنوانات ہیں

۱۔ اس جہان میں پاگل اکثریت میں ہیں۔ اور اور عقلمند اقلیت میں ہیں۔

۲۔ نابینا اکثریت میں ہیں۔ اور بینا اقلیت میں۔

۳۔ اس دنیا کی منڈی میں نقصان اٹھانے والے اکثریت میں ہیں۔ اور نفع اٹھانے والے اقلیت میں۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو عقلمند بینا اور نفع اٹھانے والا بنائے۔ اور پاگل نابینا اور خائب و خاسر ہونے سے بچائے۔ آمین یا الہ العالمین۔ اس دنیا کی منڈی میں خائب و خاسر ہونے والوں کی اکثریت ہے۔ جمعہ کے دن آپ سب آزاد ہوتے ہیں۔ ایک میں ہی پابند ہوتا ہوں۔ اب تو لکھ کر لاتا ہوں لیکن بعض اوقات اس سے پیشتر گھنٹوں قرآن مجید کی ورق گردانی کرتا رہتا تھا۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا۔ کہ کپڑے بدل کر چلنے کے وقت تک کوئی موضوع سمجھ نہ آتا تھا۔ اس وقت جان مخمصہ میں ہوتی ہے۔ ادھر لوگ منہ کو دیکھتے ہیں۔ ادھر اللہ کا ڈر۔ ادھر یہ منبر حضورؐ کے منبر کی نقل ہے۔ اس لئے حضورؐ کا خیال۔ پہلے انبیاءؑ کے حضور میں ان کی امتوں کے اعمال پیر اور جمعرات کے روز پیش ہوتے ہیں۔ بعض حضرات نے لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اعمال آپؐ کے حضور میں روزانہ پیش ہوتے ہیں۔ یہی خیال آتا رہتا ہے۔ کہ کہیں کوئی ایسی بات منہ سے نکل جائے۔ کہ حضورؐ ناراض ہو جائیں یہ اللہ کا فضل ہے۔ کہ کام چل رہا ہے۔ وہی دل میں ڈالتا ہے۔ وہی یہاں لاکر بٹھاتا ہے۔ اور وہی زبان سے کہلواتا ہے۔

(۱) عقلمند کون ہیں

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴)

ترجمہ:۔ (عقلمند وہ ہیں) جن کی حالت یہ ہے۔ کہ وہ لوگ اللہ تعالےٰ کی یاد کرتے ہیں۔ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں۔ کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا۔ تو پاک ہے۔ سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے

یہ عقلمندوں کی صفات ہیں۔ وہ کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے غرضیکہ ہر حالت میں اللہ کے ذکر میں شاغل رہتے ہیں۔ ربنا ما خلقت ہذا باطلا۔ وہ اس جہان کی ہر چیز کو دیکھ کر محو حیرت ہو جاتے ہیں۔ صوفیاء کرام کی ایک قسم حائرین کی ہے۔ حائر حیران سے ہے۔ ان کی نظر جس چیز پر ٹک گئی وہ حیران ہو کر اس کو دیکھتے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی قدرت پر قربان ہوتے رہتے ہیں۔ باغ میں چلے جائیے۔ تو اللہ تعالےٰ کی قدرت کے عجیب عجیب کرشمے نظر آئیں گے۔ ایک ہی زمین ہے۔ لیکن اس میں سے گلاب کی جڑ سرخ رنگ اور گیندے کی زرد رنگ اور موتیے کی سفید رنگ کھینچ کر لاتی ہے۔ پھر اور کمال دیکھئے کہ ہر ایک کی جڑ علیحدہ علیحدہ خوشبو زمین سے حاصل کرتی ہے۔ حائرین اسی میں محو حیرت ہو کر بیٹھے رہتے ہیں۔ اب اس آئینے میں سب کا منہ دیکھئے۔ کہ کتنے عقلمند اور کتنے پاگل ہیں۔ دراصل انسان بھی بیکار نہیں۔ اس کے متعلق اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ انسان کی بھی تخلیق کا ایک مقصد ہے۔ سارے جہان کی چیزیں اللہ نے انسان کے لئے بنائی ہیں۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا اور انسان اللہ تعالےٰ کی یاد کے لئے۔ عقلمند وہ ہیں۔ جو مقصد تخلیق کو سمجھتے ہیں حضرت دین پوریؒ نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا۔ کہ بیٹا بیت الخلا میں بھی ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ تفصیل کا یہاں موقعہ نہیں صرف اشارہ کر دیتا ہوں۔ کہ جب سب لطائف چل نکلیں تو بیت الخلا میں بھی وہ خود بخود جاری رہیں گے اور وہاں بھی نہ رکیں گے۔ گھڑی کی مشینری جب چلتی ہے تو ہر حالت میں چلتی رہتی ہے۔ خواہ انسان کسی جگہ ہو۔

۲۔ پاگل کون ہے؟

پاگل وہ شخص ہے۔ کہ جو کرنا ہے۔ وہ تو ہرگز نہ کرے۔ اور جو نہیں کرنا وہ ضرور کرے۔ پاکستان میں ایسے آدمی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جو دین کا مذاق اڑاتے ہیں۔ زنا شراب سینما اور ڈانس اُن کا مشغلہ ہے۔ نماز کے قریب بھی نہیں جاتے۔ جب نماز کے متعلق اُن سے کہا جاتا ہے۔ تو جواب ملتا ہے۔ کہ تساں نماز نال کی بنا لیا (آپ نے نماز سے کیا بنا لیا) ہم نے نماز سے وہ کچھ بنا لیا۔ جس کی تمہیں سمجھ نہیں۔

گھوڑے کو پہلے تو کھلاتے پلاتے ہیں۔ اور پھر اس کو تانگے میں جوتتے ہیں۔ اسی طرح گائے بھینس وغیرہ کو پہلے چارہ کھلاتے ہیں، پھر دودھ دوہتے ہیں۔ لیکن انسان سمجھتا

ہے۔ کہ کھانے پینے کے بعد میں سینما اور ڈانس کے لئے فارغ ہوں۔ چاہئیے تو یہ تھا۔ کہ کما کر لانے کے بعد اللہ اللہ کرتے لیکن یہ پاگل اُس وقت فضول باتوں میں وقت ضائع کرتے ہیں۔ بیوی خوبصورت ہو۔ اور نئی شادی ہوئی ہو۔ تو دفتر میں بیٹھے بھی بیوی یاد رہتی ہے۔ اسی طرح اگر اللہ کا ذکر بکثرت کیا جائے۔ تو پھر خود بخود قلب چل نکلتا ہے۔ اللہ کے ذکر کے لئے تسبیح کا ہونا ضروری نہیں۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے۔ کہ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے گلے میں انگریز لعنت کا طوق ڈال گیا۔ جو اُن کو ذکر الہیٰ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ یہ اُن کو بے ایمان کہتے ہیں۔ پہلی قوموں نے بھی ہادیوں کا مذاق اُڑایا۔ اور اسی گناہ کے باعث تباہ ہوگئیں۔ کاریگر ہی بتلا سکتا ہے۔ کہ اُس نے مشین کیوں بنائی اسی طرح اللہ تعالےٰ جو کہ انسان کا خالق ہے۔ وہ اس کی تخلیق کی غرض جانتا ہے۔ اُسی سے پوچھنا چاہئیے۔ کہ اے اللہ تو نے مجھے کیوں بنایا۔

(۳) اندھا کون؟

اندھے اکثر اور بینا کوئی۔ جس احکم الحاکمین نے سب کچھ بنایا ہے۔ اس کا انکار یا اُس کا شریک بنانا یہ اندھاپن ہے۔ فرشتہ خود مخلوق ہے۔ خالق وہی ہو سکتا ہے۔ جو لم یلد ولم یولد (نہ کسی کو جنے نہ وہ جنا گیا ہو) مشرک کافر اور نفاق اعتقادی کے منافق اندھے ہیں۔ بینا وہ ہیں۔ جو سمجھتے ہیں۔ کہ انسان اگر سات کوٹھڑیوں میں مقفل ہو کر نیکی یا گناہ کرے گا۔ تو اس کو نیکی کی جزا اور گناہ کی سزا مل جائیگی وہ پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں۔ تو پتہ چلتا ہے۔ کہ کس نیکی کی جزا اور کس گناہ کی سزا ملی ہے۔ جو بینا ہیں۔ اُن کے ہاتھ اللہ کے سوا کسی کے سامنے نہیں اٹھتے۔ وہ اللہ کے سوا کسی کی طرف نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتے۔ وہ ہر ضرورت کے لئے اللہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ اندھا ٹاکم ٹوئیاں مارتا ہے۔ مگر راستہ سجھائی نہیں دیتا۔ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ اندھے وہ ہیں۔ جن کو معرفت الہٰی نصیب نہیں۔ وہ ہر چیز کو اپنی عقل پر پرکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک قرآن کے سود کے متعلق احکامات قابل اعتراض ہیں۔ وہ پردے کو غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ نفاق اعتقادی کے منافق ہیں۔ کھرا ایمان یہ ہے کہ عقل میں آئے یا نہ آئے۔ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان پر دل سے مہر تصدیق لگائی جائے۔ سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸ میں اللہ تعالےٰ اندھوں کے متعلق فرماتے ہیں۔ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝ اکثریت اسی کھاتے میں آتی ہے۔ وہ یہ خائب و خاسر ہیں اس میں مردوں اور عورتوں دونوں کی اکثریت ہے۔ مردوں

کو تجارت نوکری سب کچھ پیارا ہے۔ نہیں پیارا تو اللہ کا نام۔

رنگی کو نارنگی کہیں۔ دودھ کڑھے کو کھویا
چلتی کو گاڑی کہیں۔ دیکھ کبیرا رویا

جن کے اندر ایمان ہے۔ ان کو بے ایمان کہتے ہیں۔ یہ رنڈی باز اور شرابی ایماندار ہیں۔ مرنے کے بعد پتہ چلے گا۔ پھر کہیں گے۔ اے اللہ ہمیں ایک دفعہ پھر لاہور بھیج دے۔ لیکن لاہور تو غرق ہو چکا ہوگا۔ یہ عمر کی پونجی برباد کرنے والے ہیں۔

بندہ آمد از برائے بندگی۔ زندگی بے بندگی شرمندگی

اس کا پروگرام قرآن ہے۔ اور عملی نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اللہ سے دعا کیجئے۔ کہ وہ مجھے اور آپ کو عقلمندوں بینا اور نفع اٹھانے والوں کی فہرست میں شامل فرمائے (آمین) اس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ تعلیم ہو قرآن کی اور سامنے حضورؐ کی سنت ہو۔ اور اللہ والوں کی جن کا یہ حال ہے صحبت ہو۔ موتی بنے انسان لیکن اللہ والے بنے اس سے بھی گراں۔ موتی تو کافروں کے گھروں میں بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ والے مسلمانوں میں بھی اللہ نے بیج کے طور پر رکھے ہوئے ہیں۔ انہی کی برکت سے اسلام زندہ اور تابندہ ہے۔ قولاً فعلاً صورتاً سیرتاً ظاہراً باطناً علماً عملاً ان سب عنوانات کے ماتحت اللہ کے بندے موجود ہیں۔ (من جدوجد رجو ئیندہ یابندہ) اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس جماعت میں شریک فرمائے۔

اُسکی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف
فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ یوم الجمعہ ———— ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۵۶ء

گذشتہ قوموں کا دین پر تمسخر (ٹھٹھا) اور اُس کی سزا

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ ؕ الآیۃ

(سورہ ابراہیم رکوع ۱ پارہ ۱۳)

ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تھا۔ کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔

ایام اللہ

ایام اللہ سے مراد وہ واقعات ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبرداروں کو عذاب الٰہی سے بچایا تھا اور باغیوں کو تباہ کن عذاب میں مبتلا کیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا جا رہا ہے۔ کہ اپنی قوم کو وہ واقعات سنائیں، تاکہ ان واقعات سے موسیٰ علیہ السلام کے مخالف عبرت حاصل کریں۔ اور ان کی مخالفت چھوڑ دیں۔ بندہ نے بھی آج اس عنوان کو اسی لئے اختیار کیا ہے۔ تاکہ میرے دور کے مخالفین حق عبرت حاصل کریں اور شاہنشاہ کے فرمان یعنی قرآن مجید کو عقیدۃً مان لیں اور عملاً اس کو اپنا دستور العمل بنائیں۔

پہلے انبیاء علیہم السلام کا مذاق اڑایا گیا۔
اسی گناہ کے سبب سے ان پر عذاب الٰہی آیا۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ (

(سورہ الانعام رکوع ۱ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جا چکا ہے۔ پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا۔ انہیں اسی عذاب نے آگھیرا۔ جس کا مذاق اڑاتے تھے۔

نوح علیہ السلام کا مذاق اڑانے والے

وَیَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ؕ

(سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور وہ کشتی بناتے تھے۔ اور جب اُس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس پر ہنسی کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پر ہنستے ہو۔ تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے۔ جیسے تم ہنستے ہو۔

اس مذاق کی سزا

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ پھر اُنہوں نے (قوم نوح) نے اسے جھٹلایا، پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کر دیا۔ بے شک وہ لوگ اندھے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت نوح علیہ السلام پر مذاق اڑانے اور ان کو جھٹلانے کے باعث ایسے عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے کہ ان مذاق کرنے والوں میں سے ایک بھی عذاب الٰہی سے نہ بچ سکا اور سب کے سب غرق ہو گئے۔

(بَلْ عَجِبْتَ وَیَسْخَرُوْنَ)

(سورہ صٰفّٰت رکوع ۱ پارہ ۲۳)

ترجمہ:۔ بلکہ آپ نے تو تعجب کیا اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں۔

(حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ:۔ یعنی تجھ کو ان پر تعجب آتا ہے۔ کہ ایسی صاف باتیں کیوں نہیں سمجھتے۔ اور وہ ٹھٹھا کرتے ہیں کہ یہ دیکھو اس قسم کی بے سروپا باتیں کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

عبرت

اے موجودہ دور کے تعلیم یافتہ نوجوان، تو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ کہیں یہ نقشہ تیری تو نہیں ہے؟ کہ خوش قسمت علماء کتاب و سنت تیرے سامنے دین الٰہی پیش کرتے ہیں اور تو ان لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور ان پر مذاق اڑاتا ہے کہ ملاں کیا جانیں۔ اے نادان! تیرا مذاق ملاں پر نہیں بلکہ دین الٰہی پر ہے۔ کیونکہ تو ملاں کی توہین محض اس لئے کرتا ہے کہ وہ دین الٰہی کا علمبردار ہے۔ اور اسی کی تمہیں دعوت دیتا ہے۔ اور چونکہ تیرے مزاج کو انگریز اپنے مزاج پر ڈھال گیا ہے۔ اس لئے دین کے مزاج سے بیگانگی ہے۔ لہٰذا تم مزاج اسلام کی دعوت دینے والوں کی توہین کر کے خوش ہوتے ہو۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ دین الٰہی اور اس کی طرف دعوت دینے والوں کی توہین کرنے والی قوموں کا کیا حشر ہوا ہے کیا وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہو کے صفحۂ ہستی سے مٹائی نہیں گئیں؟ اور کیا تم اللہ تعالیٰ کے دین پر مذاق اور دین الٰہی کی طرف دعوت دینے والوں کی توہین کر کے بچ سکتے ہو؟

(وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا)

(سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲)

ترجمہ:۔ اور آپ اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پائیں گے۔

تعلیم یافتہ نوجوانوں کو دعوت

اے نوجوان! اگر تو دین محمدی حاصل کرنا چاہتا ہے تو میرے پاس آ۔ اور اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت بنا کر لا۔ جن کی تعداد کم از کم دس تک ہو جنہیں عربی زبان سے پہلے مناسبت ہو۔ یہ لوگ تین ماہ تک لاہور قیام کریں اور سارا وقت قرآن مجید میں غور و فکر کرنے میں صرف کریں، داخلہ کے لئے عربی زبان میں مہارت دیکھی جاوے گی اور دوسری شرط داخلہ کے لئے تیار ہونے والوں کو اس وقت بتلائی جائیں گی ان کے علاوہ شرائط بعد میں طے ہو جائیں گی۔

اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیرے دل پر قرآن مجید کے انوار کا پرتو پڑے گا اور اس کے حقائق کو سمجھے گا تو ان شاء اللہ تو علمائے کرام کی بے ادبی اور مذاق کرنے پر خود شرمندہ ہو گا۔

تعلیم کے بعد کیا ہو گا

اے نوجوان! قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے تم اس قابل ہو جاؤ گے کہ تمام اقوام عالم کو دعوت دے سکو کہ ہمارے قرآن مجید کی تعلیم دنیا کی تمام تعلیمات سے فائق ہے اس کے اندر اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی ایسی تعلیم ہے جس سے انسان کے اخلاق کی تکمیل ہوتی ہے۔ جس کی برکت سے دنیا میں نیکی پھیلے گی، برائی کے راستے بند ہو جائیں گے امن قائم ہو گا۔ بدامنی اس طرح ختم ہو جائے گی۔ جس طرح صبح نکلنے کے بعد اندھیرا ختم ہو جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

عقیدے میں تبدیلی

اے لاہور کے نوجوان! آج تک انگریز نے سکھایا ہوا سبق دہراتا ہے کہ "مولوی بڑے بے ایمان ہیں" پھر ان شاء اللہ تعالیٰ تیرے عقیدے میں تبدیلی آئے گی۔ پھر تیرے اساتذہ معلمین قرآن کے متعلق عقیدہ ہو گا۔ کہ وہ میرے محسن اعظم ہیں۔ انہوں نے مجھے گمراہی کے عمیق گڑھے سے نکالا اور صراط مستقیم کا روشن راستہ دکھایا اور مجھے صحیح معنی میں انسانیت کا پروگرام پڑھایا اور خالق اور مخلوق کو راضی کرنے والا طریقہ سمجھایا۔ اے اللہ میرے ان محسنین پر اپنی رحمت کا مینہ برسا

انہیں اپنے مقبول بندوں کی فہرست میں شامل فرما، ان کو دنیا میں چین اور راحت عطا فرما، کیونکہ ان حضرات نے مجھ پر وہ احسان فرمایا ہے جو ماں باپ نے بھی نہیں کیا انہوں نے تو میری دنیا اور آخرت دونوں سنوار دی ہیں۔ اور یہ نگران کے اندر یہ خوبیاں رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن گیر ہونے کی وجہ سے آئی ہیں۔ اس لیے ان کے آقائے نامدار محمد مجتبےٰ احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کروڑوں رحمتیں نازل فرما۔ آمین یا الٰہ العٰلمین۔

گذشتہ قوموں کا ہادیوں کو مجنون دیاگل کہنا اور ان کی سزا

وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۝ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝)

(سورۃ الذاریات رکوع ۲ پارہ ۲۷)

ترجمہ:۔ اور موسیٰ کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے اس کو فرعون کے پاس کھلی ہوئی دلیل دے کر بھیجا سو اس نے مع اپنے ارکان سلطنت کے سرتابی کی اور کہا یہ جادوگر دیوانہ ہے۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا۔ پھر ہم نے انہیں سمندر میں پھینک دیا۔

الزام اور سزا

فرعون نے اپنے ہادی موسیٰ علیہ السلام پر جادوگر یا پاگل ہونے کا الزام لگایا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیجے ہوئے ہادی کی توہین کے باعث اسے اپنے لشکر سمیت دریا برد کر دیا۔ ان کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

پیا چانہ بچنے کے لئے ہے

حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً

(الآیۃ سورۃ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱)

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا کہنے لگا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں ہوں۔ اب یہ کہتا ہے اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔ سو آج ہم تیرے بدن کو نکال دیں گے تاکہ تو پچھلوں کے لئے عبرت ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں:

"موسیٰ علیہ السلام کئی لاکھ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے فرعون کو خبر ہوئی تو ایک لشکر جرار لے کر تعاقب کیا۔ تاکہ اُن کے پنجہ ظلم سے چھوٹنے نہ پائیں۔ بنی اسرائیل جب بحر قلزم پہنچے تو سخت پریشان ہوئے۔ آگے سمندر اور پیچھے فرعون کا لشکر دباتا چلا آ رہا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے تسلی دی اور حق تعالیٰ کے حکم سے لاٹھی دریا پر ماری۔ سمندر کا پانی ادھر اُدھر کھڑا ہو گیا اور خدا نے درمیان میں بارہ راستے خشک بنا دیے، یہ پار ہو گئے۔ ادھر فرعون کا لشکر بہت سمندر کے کنارے پہنچ گیا۔ خشک راستے دیکھ کر سب نے اسی میں گھوڑے ڈال دیے۔ جب ایک ایک کر کے تمام فوج دریا کے بیچ میں پہنچی، پانی کو حکم ہوا کہ مل جائے۔ فوراً پانی کے طبقات مل گئے۔ سب لشکر اور سامان موجوں کی نذر ہو گیا۔ فرعون نے دیکھا کہ اب ڈوبتا ہوں اس وقت گھبرا کر ایمان و اسلام کا لفظ زبان پر لایا۔ شاید بنی اسرائیل کا خدا ایمان کا لفظ سن کر دریا کی موجوں سے باہر نکال دے۔ اس پر خدا کی طرف سے ارشاد ہوا۔ الآن وقد عصیت قبل الخ یعنی ساری عمر مخالفت کر کے گمراہی پھیلاتا اور شرارتیں کرتا رہا۔ اب عذاب دیکھ کر یقین لایا۔ اس وقت کا یقین کیا معتبر ہے

فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ۖ سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ ۖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكَافِرُونَ)

(المومن رکوع ۹ پارہ ۲۴)

(تنبیہ) تنفس روح اور معاینہ عذاب کے وقت ایمان لانا "ایمان غرغرہ" یا "ایمان بأس" یا "ایمان یاس" کہلاتا ہے۔ جو اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک نافع نہیں۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے کتاب "الیواقیت والجواہر" میں فتوحات مکیہ سے عبارت نقل کی ہے جس میں ایمان فرعون کی بابت یہ تصریح ہے اور دیباچہ میں لکھا ہے "فتوحات" کے نسخوں میں ملحدین و زنادقہ نے بہت سی عبارتیں داخل کر دی ہیں۔ میرے پاس جو نہایت مستند و معتبر نسخہ "فتوحات" کا ہے اس میں ان عبارتوں کا پتہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

(فائدہ) اخیر وقت میں فرعون سے لفظ "آمنت" کہلا کر حضرت موسیٰ کی دعا "فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم" کی مقبولیت کا خدا نے مشاہدہ کرا دیا۔ موضح القرآن میں ہے کہ جیسا بے وقت ایمان لایا، بے فائدہ، ویسا ہی بے فائدہ مرے پیچھے اس کا بدن دریا سے نکال کر ٹیلے پر ڈال دیا۔ کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اور پیچھے آنے والے اس کے حال سے عبرت پکڑیں۔ ورنہ اس کو بدن کے بچنے سے کیا فائدہ، جیسا بے فائدہ ایمان تھا ویسی ہی بے فائدہ نجات مل گئی۔ جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ فرعون کی لاش آج تک محفوظ چلی آتی ہے لیکن الفاظ قرآنی کی صحت اس کے ثبوت پر موقوف نہیں۔

تعلیم یافتہ نوجوانوں سے خطاب

اے عزیز نوجوان! [illegible] طرح بعض جسمانی بیماریوں کے باعث انسان کا دماغ مختل ہو جاتا ہے، پھر وہ شخص اپنے حق میں مفید و مضر کی تمیز نہیں کر سکتا، اسی طرح نہرو اور انگریز دشمن اسلام، دشمن مسلمان یعنی انگریز کی صحبت میں مدت مدید تک رہ کر تیرے دل میں شریعت اسلامی کا ادب اور احترام وہ نہیں رہا جو ہونا چاہیے تھا۔ اس گنہگار کو اس حق گوئی پر معاف کرنا۔ مجھ سے تو ایک دیہاتی جاہل اور بے دین مسلمان کے دل میں اسلام کی عزت، اسلام کا ادب، اسلام کا احترام اور حاملین اسلام کا ادب اور احترام بدرجہا زیادہ ہے۔ ماسوا چند تعلیم یافتہ قابل قدر ہستیوں کے اکثریت بھی تعداد میں ایسی ہے جو دین سے، علماء اور طلباء سے بے بہرہ اور حاملین دین اسلام یعنی علماء کرام پر تمسخر کرنے والی ہے۔ کہ علماء دین کیا جانتے ہیں۔ ان میں کونسی قابلیت ہے۔ بقول تمہارے بعض کے وہ تو استنجے کے ڈھیلے ہی استعمال کرنا جانتے ہیں۔ مردے کو نہلانا ہی جانتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

چیلنج

اے تعلیم یافتہ اور دین کی تعلیم سے بے بہرہ مغرور نوجوان! واقعہ یہ ہے کہ آج ایسے ایسے سرکار مدینہ کی شریعت کے متبحر علماء کرام موجود ہیں جن کے علم و عمل کے مقابلہ میں میرا کوئی مقام نہیں ہے۔ ان کے علم و عمل کے مقابلہ میں اگر مجھے صفر کا درجہ دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ یہ فیصلہ بالکل درست ہوگا۔ ایسے قلوب تزکیہ اور مجسم عمل اسلام اور اسلام کی مجاہدانہ فوج کے سپہ سالار اعظم موجود ہیں۔ باوجود اپنی حقارت کے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی پشت پناہی سے بھرے سر [illegible] تمہیں چیلنج دیتا ہوں کہ جو کام تم نے سیکڑوں کی تعداد میں مل کر پاکستان میں ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۶ء تک ۹ سال میں نہیں کیا مجھے تیاری کرنے کی کچھ مہلت یعنی [illegible] کہ انشاء اللہ تعالیٰ انہیں علماء کرام میں سے ایک شخص یا اشخاص بہادر کرتوں کا جو انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتے ہوں گے مگر نو سال کی بجائے نو دن کے اندر [illegible] کہ پاکستان کا پودا اس سرزمین پر صحیح معنی میں لگ جائے گا اور اسی عرصہ میں اگ بھی آئے گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ انصاف پسند دنیا اعتراف کرے گی کہ ہم تو علماء دین کو ایک فضول جماعت سمجھتے تھے مگر آج ہمیں اپنی جہالت کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔

اے سرکاری عہدہ دار مسلمان

میں آپ سے خطاب کرتا ہوں کہ خدا کی قسم ہے میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اسلام کا نام لے کر تمہارے عہدے سے چھیننا چاہتے ہیں۔ تمہاری کرسیوں پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ میرے معزز بھائی! خدا جانتا ہے مجھے ان سرکاری عہدوں سے نفرت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ عہدے تمہیں مبارک ہوں۔ مگر قائد اعظم مرحوم نے جس وعدہ پر پاکستان بنایا تھا اور مطالبہ لیاقت علی خان مرحوم نے جو قرارداد مقاصد دستور ساز اسمبلی کے پاس

بقیہ صفحہ ۱۴ پر

حقیقتِ موت و حیات

(قسط نمبر ۳)

مؤلفہ جناب عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی بی اے، بی ٹی، پرنسپل اسلامیہ کالج شیخوپورہ

سفرِ آخرت

آخرت کو ہرگز دُور مت سمجھو اس سفرِ آخرت کی پہلی منزل تو موت ہے جو بالکل قریب ہے۔ یہیں سے باقی منزلیں طے کرتے ہوئے آخری ٹھکانے پر جا پہنچو گے گویا ہر آدمی کی موت اُس کے حق میں بڑی قیامت کا ایک چھوٹا سا نمونہ ہے جہاں مریض کا سانس حلق میں رُکنے لگا سمجھو کہ سفرِ آخرت شروع ہوگیا۔ ایسی مایوسی کے وقت ڈاکٹروں اور طبیبوں کی کچھ نہیں چلتی جب لوگ ظاہری علاج و تدبیر سے عاجز آ جاتے ہیں تو جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈوں کی سوجھتی ہے۔ پوچھتے ہیں میاں! کوئی ایسا شخص ہے جو جھاڑ پھونک کرکے اس کو مرنے سے بچالے۔ مرنے والے کو دو سختیاں پیش آتی ہیں پہلی سختی دُنیا سے کوچ مال و اسباب، اہل و عیال، جاہ و حشم سب سے علیحدگی، دشمنوں کی خوشی و طعنہ زنی اور دوستوں کے رنج و غم کا خیال آتا دوسری اس سے بڑی قبر اور آخرت کے احوال کی ہے جس کی کیفیت بیان میں نہیں آسکتی، افسوس انسان کی اس حماقت پر کہ اس نے سامانِ سفر پہلے درست نہ کیا، نہ اتنے بڑے سفر کے لئے کوئی توشہ ساتھ لیا۔ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اس کو یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا اور امر و نہی کی کوئی قید اس پر نہ ہوگی یا مرنے کے پیچھے اٹھایا نہ جائے گا اور سب نیک و بد اعمال کا حساب نہ لیا جائے گا۔ موت کے بعد دوسری زندگی یقینی ہے جہاں سب اپنے کئے کا بدلہ پائینگے۔ نیک و بد اعمال اور اُن کے اچھے بُرے اثرات کا نتیجہ ضرور ہی ملے گا۔

اے انسان! جب تیری ابتدا اور انتہا سراپا عجز و بیکسی کی تصویر ہے تو خود اپنا بنانیوالا نہیں ہے بلکہ تیرا خالق کوئی اور ہے جب ساری چیزیں تیرے اختیار سے باہر ہیں تیرے ارادے کو کوئی دخل نہیں بلکہ تیرا بنانیوالا کوئی اور ہے جس نے جس طرح چاہا تمہیں بنا دیا لہٰذا اب تیرا فرض ہے کہ تو اپنے بنانے والے کے روبرو شرم و حیا کی آنکھ نیچی رکھ اور جب وہ کوئی حکم دے تو اس کی تعمیل کر تیری ہر نقل و حرکت، نشست و برخاست، وضع قطع جو تیرے بنانیوالے کو پسند آئے اُس کو اختیار کر، اگر تو نے ان باتوں کو ملحوظ رکھا تو تو بااخلاق، شریف، بھلا مانس، نیک بخت جو تیرا جی چاہے کہلائے سب ٹھیک ہوگا اور اگر تو نے اپنے خالق کو ہی بھلا دیا اُسی کا کھا کر اُسی کو گھورنے لگا اور اپنے مالک ہی کے سامنے اکڑنے لگا تو تو سابقہ القابات کا مستحق نہ ہوگا۔

موت ہر ایک کے لئے مقدر اور مقرر ہو چکی ہے اپنے وقت پر ضرور آئے گی موت سے ہرگز نہیں بچ سکتے خواہ کیسے ہی مضبوط محفوظ اور مامون مکان میں رہو مگر موت انسان کو کسی طرح نہ چھوڑے گی۔ مومن کا تحفہ موت ہے مومن وہ شخص ہے جس کو موت کے وقت پسینہ آجائے

دُنیا کی مثال

دُنیا کی زندگی کھیل اور تماشا ہے اور زینت ہے آپس میں لڑائیاں کرنی۔ مال اور اولاد کی کثرت ڈھونڈنا۔ آدمی کو اوّل عمر میں کھیل چاہیے پھر تماشا، بناؤ سنگار اور فیشن پھر ساکھ بڑھانا اور نام و نمود حاصل کرنا، پھر موت کے دن قریب آئیں تو مال اولاد کی فکر کہ میرے پیچھے گھر بار بنا رہے اور اولاد آسودگی سے زندگی بسر کرے مگر یہ سب ٹھاٹھ فانی اور زائل ہیں جیسے کھیتی کی رونق و بہار چند روزہ ہوتی ہے پھر زرد پڑ جاتی ہے اور آدمی و جانور اس کو روند کر چورا چورا کر دیتے ہیں اس شادابی اور خوبصورتی کا نام نہیں رہتا یہی حال دُنیا کی زندگانی اور اُس کے ساز و سامان کا سمجھو کہ وہ فی الحقیقت ایک دغا کی پونجی اور دھوکہ کی ٹٹی ہے آدمی اس کی عارضی بہار سے فریب کھا کر اپنا انجام تباہ کر لیتا ہے۔ حالاں کہ موت کے بعد یہ چیزیں کام آنے والی نہیں وہاں کچھ اور ہی کام آئے گا یعنی ایمان اور عملِ صالحہ جو شخص دنیا سے یہ چیز کما کر لے گیا سمجھو بیڑا پار ہے آخرت میں اس کے لئے مالک کی خوشنودی و رضامندی اور جو دولتِ ایمان سے تہی دست رہا اور کفر و عصیان کا بوجھ لے کر پہنچا اس کے لئے سخت عذاب۔ جس نے ایمان کے باوجود اعمال میں کوتاہی کی اُس کیلئے جلد یا بدیر دھکے مکے کھا کر معافی ہے دنیا کا خلاصہ وہ تھا آخرت کا یہ ہوا۔

دُنیا کی زندگی کی ایسی مثال ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس کی وجہ سے زمین کا سبزہ نکلا۔ پھر کل چورا چورا ہو کر ہوا میں اڑنے لگا۔ اللہ کو ہر چیز پر قدرت ہے۔ مال اور بیٹے دُنیا کی زندگانی میں رونق ہیں اور باقی رہنے والی نیکیوں کا تیرے رب کے ہاں بہتر بدلہ ہے۔ مرنے کے بعد مال اور اولاد وغیرہ کام نہیں آتے صرف وہ نیکیاں کام آتی ہیں جن کا اثر یا ثواب آئندہ باقی رہنے والا ہو۔ باقیاتِ صالحات یہ ہیں۔ علم کا سکھانا، کوئی نیک رسم جاری کرنا، مسجد، کنواں، سرائے یا باغ کھیت وقف کرنا یا اولاد کو تربیت کرکے صالح چھوڑ جائے یا کوئی کتب دینی تصنیف کی یہ صدقہ جاریہ ہیں۔

ایمان دار کے دُنیا میں رہنے کی مثال ایسی ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے کہ جب پیٹ سے نکلتا ہے تو چیخیں مار مار کر روتا ہے مگر جب اُجیالا اور روشنی دیکھتا ہے تو پھر پیٹ میں جانا پسند نہیں کرتا اسی طرح مسلمان آدمی اگرچہ موت کی تکلیف سے جزع و فزع کرتا ہے تو پھر دنیا میں رحمتِ الٰہی اُس کی آنکھوں کے سامنے سماں باندھتی ہے اور خدا تعالیٰ کی قربت اور نزدیکی حاصل ہوتی ہے تو پھر دنیا میں واپس آنے کو بہت ہی بُرا اور ناپسند جانتا ہے۔

حیاتِ طیبہ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(پ ۱۴ ع ۱۹)

ترجمہ: جس نے کیا نیک کام خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان پر ہو تو اس کو ہم اچھی زندگی دینگے اور اُن کو ہم اُن کے کاموں کے بدلے میں بہتر بدلا دینگے۔

جو کوئی مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے بشرطیکہ وہ کام صرف صورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً نیک ہوں یعنی ایمان اور معرفتِ صحیح کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں تو ہم اُس کو ضرور پاک ستھری اور مزیدار زندگی عنایت کرینگے مثلاً دُنیا میں حلال روزی، قناعت، غنائے قلبی، سکون و طمانیت، ذکر اللہ کی لذت، خشیتِ الٰہی کا مزہ، ادائے فرض عبودیت کی خوشی، کامیابیِ مستقبل کا تصور، تعلق مع اللہ کی حلاوت۔

مومن قانت کی پاک اور مزیدار زندگی یہیں سے شروع ہو جاتی ہے۔ قبر میں پہنچکر اُس کا رنگ اور زیادہ نکھر جاتا ہے آخر انتہا اس حیاتِ طیبہ پر ہوتی ہے جس کے متعلق کہا ہے:-

حَيَاةٌ بِلَا مَوْتٍ وَغِنًى بِلَا فَقْرٍ وَصِحَّةٌ بِلَا سُقْمٍ وَمُلْكٌ بِلَا هُلْكٍ، وَسَعَادَةٌ بِلَا شَقَاوَةٍ اَذَاقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِفَضْلِهٖ وَمَنِّهٖ۔

دنیا میں جس قدر عقلا ہیں اُن کے افعال کی غایت ہوتی ہے اُن میں ہر شخص ایک شئے کا طالب ہے کوئی مال کا، کوئی اولاد کا، کوئی جاہ کا، کوئی صحت کا، کسی کو درویشی مطلوب ہے کوئی علم کا دیوانہ ہے کسی کو تجارت میں لطف آرہا ہے کوئی مکانات کی تعمیر کا شوق رکھتا ہے۔ کسی کو باغ لگانے کی حرص ہے سب کا مقصود ایک ہے کہ لذت و راحت حاصل ہو طریقے مختلف ہیں دُنیا کے مزے سب فانی ہیں لیکن اصلی مزہ آخرت میں ہے صحیح طریقہ کا راہنما اللہ ہی ہوسکتا ہے جو جملہ صفات ازلی و ابدی سے موصوف ہے۔

مذکورہ آیت سے معلوم ہوگیا کہ مقصود معتبر دو چیزیں

ہیں۔ (۱) حیاتِ طیبہ (۲) اجر

ان دو چیزوں کے حاصل کرنے کے طریقے بھی دو (۱) عمل صالح (۲) عقائدِ صحیحہ۔

انسان کو تین جہانوں سے واسطہ پڑتا ہے (۱) عالمِ دُنیا (۲) عالمِ برزخ (۳) عالمِ آخرت۔

عالمِ دُنیا کو تو سب جانتے ہیں۔ مگر عالمِ برزخ خواب کا نمونہ ہے۔ جیسے کہ ہم سونے والے کو دیکھتے ہیں کہ وہ آرام سے لیٹا ہوا ہے، حالانکہ وہ سخت تکلیف کا مشاہدہ کر رہا ہے یا یہ کہ وہ تکلیف میں ہے لیکن خواب میں مزے لوٹ رہا ہے۔ اسی طرح مُردے کا حال ہے جبکہ وہ قبر میں عذاب یا راحت محسوس کرتا ہے خوابِ برزخ کے مشابہ ہے یا نمونہ ہے نہ کہ مماثل تمام برزخی واقعات اور سوال و جواب کے لئے رُوح کو ایک دوسرا جسم عطا ہوتا ہے، جس کو جسمِ مثالی کہتے ہیں۔

کامل بندہ وہ ہے، جس کا ظاہر و باطن دونوں آراستہ ہوں یا اختیار یہ ہیں جناب رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیے۔ اپنے اخلاق، عادات، کھانا، پینا، سونا، بیٹھنا، اُٹھنا چلنا پھرنا، وضع، طرز، انداز، چال ڈھال ایسا ہو جیسا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تھا

اعمال کی دو قسمیں ہیں (۱) ظاہری جیسے نماز، روزہ، حج زکوٰۃ وغیرہ (۲) جیسے اُنس، رضا، شوق، صبر، قناعت وغیرہ ان کے مقابلہ میں بداخلاقیاں، غضب، کینہ، حسد، تکبر۔ بے صبری اور حرص ہیں۔

جس کسی کو حیاتِ طیبہ نصیب ہو گی۔ اُس کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو گی، جو شخص اپنی رائے اور اپنے ارادہ کو رضائے مولیٰ میں فنا کر چکا اُس کو پریشانی نہ ستائیگی غم اور شے ہے، پریشانی اور چیز ہے۔ غم ہونا کمال کے منافی نہیں بلکہ عین کمال ہے۔ کاملین کو جو غم دیا جاتا ہے اُس میں یہ حکمت ہوتی ہے کہ صبر کی فضیلت حاصل کریں۔ کیونکہ صبر بغیر غم کے نہیں ہوتا، دوسری حکمت یہ ہے کہ حزن قلب کی صفائی ہوتی ہے۔ یہ لوگ غم کو من اللہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے خواہ کسی طرح کی مصیبت پیش آئے وہ اس حیثیت سے پسندیدہ ہے، اں تکلیف پہنچانا امر آخر ہے، حزن مثل دوا کے ہے۔ دوا کا کڑوا ہونا گو خلافِ طبع ہے۔ لیکن گوارا ہے اِس لئے کہ دوا سے صحت ہو گی اور صحت لذیذ ہے۔ لقائے حق کے انتظار میں اُن کو سب سہل ہے محبت کا نتیجہ ہے، یہی وہ شے ہے جس کی وجہ سے صحابہ کرام تمام اُمّت میں ممتاز ہوئے صحابہؓ نے جو فتوحات کیں وہ سب للّٰہ تھیں۔ دُنیا اُن کے پاس تک بھٹکی، سو ایسی ترقی کو کون منع کرتا ہے۔

حیاتِ طیبہ کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں:

ابن عباسؓ، سعید بن جبیرؓ، ضحاکؒ و عطاؒ کہتے ہیں دنیا میں رزقِ حلال نصیب ہونا، آخرت میں اعمالِ صالحہ کی عمدہ جزا پانا حیاتِ طیبہ ہے۔

حسن بصریؒ، وہب بن منبہؒ کہتے ہیں قناعت سے زندگی بسر کرنا حیاتِ طیبہ ہے، لاکھو دولت ہو۔ جب قناعت نہیں تو دل کی بے چینی جو طلبِ جاہ و مال میں رہتی ہے کسی نعمت کا مزہ نصیب ہونے نہیں دیتی۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔ خدا کی اطاعت میں عمر بسر کرنا حیاتِ طیبہ ہے۔

ابوبکر وراق فرماتے ہیں، خدا کی اطاعت میں لذت پانا حیاتِ طیبہ ہے

سہل تستری فرماتے ہیں، اپنی جملہ تدابیر کو خدا کے حوالہ کر کے راحت سے گزارنا حیاتِ طیبہ ہے، دُنیا میں عافیت و نیکنامی سے جینا اور رضائے الٰہی اور ثوابِ آخرت ساتھ لے جانا اور بعد میں ذکرِ خیر اور حسنات باقیہ چھوڑ کر جانا حیاتِ طیبہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کفار اور دشمنوں سے مامون رہنا، عزت و شوکت سے زندگی بسر کرنا اُن کا محکوم رہ کر نہ جینا حیاتِ طیبہ ہے۔ حیاتِ طیبہ وہ جو محبوب کے ساتھ ہو۔ اور اولیاء اللہ کو ایسی زندگی دُنیا میں میسر ہو جاتی ہے حیاتِ طیبہ سے یہ مراد نہیں ہے، کہ اُس کو فقر یا مرض کبھی نہ ہوگا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اطاعت کی برکت سے اُس کے قلب میں ایسا نور پیدا ہوگا۔ جس سے وہ ہر حال میں صابر و شاکر اور راضی بقضا رہے گا اور یہی رضا اطمینانِ قلب کی اصل ہے۔

طلبِ مغفرت

اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنّت کی طرف دوڑو۔ مغفرت سے ہر وہ چیز مراد ہے، جو موجب مغفرت ہے یعنی اعمالِ صالح۔ خواہ اخلاص ہو یا جہاد ہو یا ہجرت ہو یا نماز ہو یا کچھ اور، مطلب یہ ہے کہ ایسی چیز کو حاصل کرنے کی طرف دوڑو جس کی وجہ سے مغفرتِ الٰہی تمہارے شاملِ حال ہو جاوے۔

یہ جسمانی عالم ایک قید خانہ ہے اور عالمِ ارواح راحت کا اصلی مرکز ہے جس طرح پرندہ قفس سے چھوٹ کر بصد ذوق شوق باغ میں جاتا ہے اسی طرح تم بھی جسمانی تعلقات کو توڑ کر عالمِ ارواح اور قربِ الٰہی کی طرف نہایت شوق سے دوڑو اور اس مادی زندگی کو مقصودِ اصلی نہ بناؤ، بلکہ اس کو ایک قید خانہ سمجھو دُنیا مسلمان کا قید خانہ ہے۔ اس دُنیا کو اصلی مقصد قرار دینا اسلام کے خلاف ہے۔

جنّت میں داخلہ نور، زر، حسب نسب، وجاہت، عزت، جاہ و حشمت اور طاقت شاہی سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اعمالِ صالحہ اور تقویٰ ہی دخولِ جنّت کے اسباب ہیں۔ تقویٰ صرف دعویٰ کرنے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک عملی چیز ہے۔ جو لوگ سخی ہیں، مسلمانوں کے بہی خواہ اور ہمدرد ہیں۔ حلیم اور بُردبار ہیں اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے والے ہیں، وہی متقی ہیں۔ سچے مومن کی شان یہ ہوتی ہے کہ اللہ اور رسول پر پختہ اعتقاد رکھے اور اُن کی راہ میں ہر طرح جان و مال سے حاضر رہے۔

بعث بعد الموت

سلسلۂ مجازات طاعت و معصیت کا پورا نتیجہ ظاہر کرنے کے لئے بعث بعد الموت ضروری ہے، بہت سے خدا کے وفادار بندے مصائب و شدائد جھیلتے ہوئے دُنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں، کیا اُن کی قربانیاں ضائع کی جا سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں، جن لوگوں نے حق کی حمایت اور خدا کی رضا جوئی میں ظالموں کی سختیاں برداشت کیں اور انواع و اقسام کے ظلم و ستم اُٹھائے، حتیٰ کہ مجبور ہو کر گھر بار اہل و عیال، خویش و اقارب، عزت و راحت سب چیزوں کو خدا کے راستہ میں قربان کر دیا۔ اُن کی محنت و وفاداری کا صلہ یقیناً مل کر رہے گا اوّل تو ان میں سے جو زندہ بچیں گے۔ دُنیا ہی میں اپنی قربانیوں کا تھوڑا سا پھل چکھ لیں گے، یعنی گھر چھوڑنے والوں کو بہترین ٹھکانا دیا جائے گا گھر سے اچھا گھر وطنی بھائیوں سے بڑھ کر دردمند بھائی روزی سے بہتر روزی، عزت سے زیادہ بہتر عزت ملے گی بلکہ وطن سے نکالنے والوں پر غالب ہوں گے دُنیا کے حاکم اور پرہیزگاروں کے امام بن جائیں گے پھر اس سب کے بعد جو بلند مقامات اور عظیم الشان مدارج آخرت میں ملیں گے، اُن کا تو اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا، اگر لوگوں کو اجر و ثواب کا پورا یقین ہو جائے تو دوسرے لوگ بھی جو ہجرت کی سعادت سے محروم ہیں، تمام گھر بار چھوڑ کر خدا کے راستہ میں نکل کھڑے ہوں۔

کافر کہتے ہیں کہ اس دنیا کی زندگی کے سوا کوئی دوسری زندگی نہیں۔ بس یہی ایک جہان ہے، جس میں ہمارا مرنا اور جینا ہے، جیسے بارش ہونے پر سبزہ زمین سے اُگا خشکی ہوئی تو سوکھ کر ختم ہو گیا۔ یہی حال آدمی کا سمجھو ایک وقت آتا ہے پیدا ہوتا ہے۔ پھر معین وقت تک زندہ رہتا ہے، آخر زمانے کا پھیر اُسے ختم کر دیتا ہے یہی سلسلہ موت و حیات کا دنیا میں چلتا ہے، آگے کچھ نہیں۔ زمانہ نام ہے دہر کا وہ کچھ کام کرنے والا نہیں۔ نہ اس میں حس ہے۔ نہ شعور نہ ارادہ۔

اُن تمام لوگوں کو جو کفر و شرک و فسق و عصیان سے پرہیز کرتے ہیں، ایسا اچھا بدلہ ملے گا، اُن کی جانیں موت کے وقت تک کفر و شرک کی نجاست سے پاک اور فسق و فجور کے میل سے پاک رہیں اور حق تعالیٰ کی صحیح معرفت و محبت کی وجہ سے نہایت خوش دلی اور انشراح بلکہ اشتیاق کے ساتھ اپنی جان جان آفریں کے حوالہ کی۔ ایک حیثیت سے انسان مرنے کے بعد ہی روحانی طور پر جنّت یا دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے

عروج و زوال کے الٰہی قانون

از جناب مولوی محمد تقی صاحب امینی

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین مؤرخہ ۳ فروری ۵۷ء)

جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت اور ایک غلط فہمی کا ازالہ

اس موقع پر قابلِ لحاظ نکتہ یہ ہے کہ قرآن حکیم نے "جہاد فی سبیل اللہ" کا حکم دیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ساری جد و جہد فتنہ و فساد کو ختم کرنے اور رحمتِ الٰہی کو عام کرنے کے لئے کی جائے، نہ کہ ذاتی و قومی اقتدار اور ملک گیری کے لئے جیسا کہ دنیا کی قوموں اور حکومتوں کا دستور ہے۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ [1] جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ و فساد نہ رہے اور اللہ کا راج قائم ہو جائے۔

جہاد کی غرض و غایت داعیٔ انقلاب نے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا (حدیث) تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔

نفسانی جذبات اور انتقامی جوش کے باعث جہاد کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے بلکہ صرف اعلاءِ کلمۃ اللہ کی خاطر اللہ کی مرضی اور اس کے مقررہ اصول کے مطابق کیا جائے۔

چنانچہ اس بارے میں جو اصول و ضوابط مقرر ہیں اور دورِ اول کے مسلمانوں نے جس طرح اس کو عملی جامہ پہنایا ہے، اس سے یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ "جہاد فی سبیل اللہ" فتنہ و فساد کے ختم کرنے کا بہترین ذریعہ اور رحمتِ الٰہی کو عام کرنے کا بہترین وسیلہ ہے جس کے بغیر نہ صالح تمدن پیدا ہو سکتا ہے اور نہ تقویٰ و ارتقاء کی منزلیں طے ہو سکتی ہیں۔

یورپ کے متعصب مؤرخوں نے جہاد کے بارے میں ناقابلِ معافی حد تک تجاہلِ عارفانہ سے کام لیا ہے اور اسلام پر غلط الزام لگانے کی ناکام کوشش کی ہے کہ وہ وحشت و بربریت کا مذہب ہے اور اس کی اشاعت میں تلوار کو زیادہ دخل رہا ہے۔ اسی کی نقالی آج کل کے متعصب اور حقیقت سے ناآشنا مؤرخ کر رہے ہیں۔

ان مؤرخوں نے نہ تو کبھی یہ جاننے کی کوشش کی کہ جہاد کی حقیقت کیا ہے؟ اور قومی زندگی میں اس کا کیا مقام ہے؟ نیز شرعی نقطۂ نظر سے کسی کو مسلمان بنانے کے لئے جہاد کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور نہ قرآن حکیم کے اس اعلان پر دیانتداری کے ساتھ غور کیا۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ — دین کے معاملہ میں جبر و زبردستی نہیں ہے

بلکہ اگر کسی نے تنگ نظری اور تعصب کی بنا پر ابتدا میں کوئی بات لکھ دی اور وہ لوگوں کے جذبات اور نفسیات کی کیفیت کے موافق ہوئی تو بس آخر تک اسی کی نقل در نقل ہوتی رہی اور یہی بات لوگوں کا جزوِ ایمان بن گئی۔ اجتماعیات کے ماہرین جانتے ہیں کہ قومی تعصب نے دوسری قوم کے تاریخی حقائق پر پردہ ڈالنے میں کس قدر چابکدستی دکھلائی ہے۔

اور اس حقیقت سے "علم النفس" کا ادنیٰ طالب علم بھی واقف ہے کہ قومی زندگی کے اصل وصف دو ہیں: (۱) ذی شعور ذات اور نقاد ذہن کا معدوم ہو جانا۔ (۲) احساسات و جذبات کا قوم اور جماعت کے مقصدِ وحید کے اندر فنا ہو جانا۔ ایسی حالت میں جامد دماغ اور مقلد طبیعتوں نے جہاد کے خلاف کچھ لکھ دیا تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، ان لوگوں میں نہ تو قوت و جسارت تھی اور نہ روشن دماغی، اور تنقیدی نظر کو قومی و ملکی تمام حد بندیوں سے گزار کر چشمۂ آفتاب کو اس کی اصلی و صحیح شکل میں دیکھ سکتے۔

تاریخ کے لکھنے میں جن لوگوں نے ذرا جسارت سے کام لیا، اپنی قوتِ فکری پر زور دیا ہے، ان کے سامنے جہاد کی اصل حقیقت واضح ہو گئی ہے۔ چنانچہ یورپ کے بہت سے دوسرے مؤرخوں (ڈاکٹر گبن، ڈاکٹر مسیو سیدیو صاحب، الفنسٹن وغیرہ) نے جنہوں نے اسلامی تہذیب و تمدن اور اجتماعیات کو سمجھنے کی کوشش کی ہے، انہوں نے نہ صرف یہ کہ اسلام اور جہاد کے بارے میں بیش بہا معلومات فراہم کئے ہیں، بلکہ ان متعصبین کے اقوال اور غلط استدلال کا دندان شکن جواب دیا ہے۔

چند واقعات و حقائق سے استشہاد

ذیل میں چند واقعات اور اعداد و شمار دئے جاتے ہیں:

(۱) یرموک اور اجنادین کے میدانوں میں بازنطینی حکومت سے مقابلہ ہو رہا تھا، لیکن شام کے لوگ محبت کے پیام اور دعائیں بھیج رہے تھے۔ بصرا کے لوگوں نے اپنے دروازے خود ہی کھول دئے تھے۔ حمص کے باشندوں نے مسلمانوں کی آمد کے لئے منتیں اور ساجتیں کی تھیں، طرابلس کی آبادیاں پہلے ہی سے منتظر تھیں، صور کے پھاٹک بند ہی نہیں کئے گئے تھے۔ جب مصر کا رخ ہوا تو وہاں کے عیسائیوں نے آگے بڑھ کر استقبال کیا۔[1] اسی طرح تاریخ میں بہت سی ان قوموں کا ذکر ملتا ہے، جن پر مسلمانوں نے نہ کبھی فوج کشی کی اور نہ اس کا خیال ظاہر کیا، اس کے باوجود وہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو گئے۔

اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ لوگوں نے سمجھ لیا تھا کہ اسلام خوف و دہشت کی طاقت نہیں ہے، بلکہ رحمت و عدالت کا پیام ہے۔ جس کی بنا پر وقت کی تمام مظلوم آبادیوں نے نجات دہندہ سمجھ کر اس کو خوش آمدید کہا تھا۔

(۲) تاتاریوں نے پچاس سال تک جس شدت سے اسلام کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں کو تباہ و برباد کیا، اس سے تاریخ کا طالب علم اچھی طرح واقف ہے، لیکن حکومت و اقتدار کے زمانہ میں ان کا اسلام قبول کرنا یعنی حاکم کا محکوم کے دین میں داخل ہونا اسلام کی حقانیت و صداقت کا معمولی کارنامہ نہیں ہے۔

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

(۳) ہندوستان میں آٹھ سو سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی۔ اس کے باوجود مسلمان اقلیت میں ہیں، اگر اسلام کی اشاعت میں تلوار کو دخل ہوتا تو آج عددی پوزیشن یہ نہ ہوتی۔ اور اقلیت اور اکثریت کی بحث کبھی کی ختم ہو گئی ہوتی۔

(۴) اسلام میں قانونی نقطۂ نظر سے مسلمان بنانے کے لئے جہاد کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ شکل "لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ" کے منافی ہے۔ اور ان بنیادی اصولوں کے خلاف ہے جو اسلام نے جہاد کے لئے مقرر کئے ہیں۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

چند ماہرین کے اقوال اور تاریخی شہادتیں یہ ہیں:

چند ماہرین کے اقوال اور تاریخی شہادتیں

حضرت عمرؓ کے آخری زمانے میں یا حضرت عثمانؓ کے ابتدائی زمانہ میں ایک نسطوری پادری نے جو تأثرات سپردِ قلم کئے تھے، وہ اتفاق سے محفوظ ہیں، ان سے اسلام کی عالمگیر محبت اور افادیت کا پتہ چلتا ہے۔ نیز یہ کہ اسلام کی نشر و اشاعت میں کس بات کو دخل رہا ہے وہ یہ ہیں:

"یہ طائی (عرب) جن کو آج کل خدا نے حکومت عطا کی ہے وہ ہمارے بھی مالک بن گئے ہیں، لیکن وہ عیسائی مذہب سے مطلق برسرِ پیکار نہیں، بلکہ اس کے خلاف وہ ہمارے دین کی حفاظت کرتے ہیں، پادریوں اور مقدس لوگوں کا احترام کرتے ہیں اور ہمارے گرجاؤں اور کلیساؤں کو جاگیریں عطا کرتے ہیں۔"[1]

اسی طرح کی ایک اور شہادت زمانۂ حال کے متعصب رومن کیتھولک پادری نے کلیسائی تاریخ و جغرافیہ کے قاموس میں دی ہے:

"مسلمان عربوں کو یعقوبی (جیکو بائٹ) عیسائیوں نے بھی اپنے نجات دہندوں کی حیثیت سے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ مسلمانوں کی سب سے اہم خدمت جس کا یعقوبی عیسائیوں نے دلی خوشی سے استقبال کیا، یہ تھی کہ ہر مذہب کے پیروؤں کو ایک خود مختار وحدت قرار دیا جائے اور اس مذہب کے روحانی سرداروں کو ایک بڑی تعداد میں دنیاوی اور عدالتی اقتدارات عطا کئے جائیں۔"[2]

[1] روح الاجتماع ص ۵۲ [2] ترجمان القرآن ج ۲ —

[1] عہد نبوی میں نظامِ حکمرانی ص ۱۳۶ بحوالہ پادری اسمالی اور ... کی کتاب [2] حوالہ بالا بحوالہ فرانسیسی قاموس۔

بقیہ عروج و زوال

غور فرمائیے خود مختار وحدت کے تصور کو دنیا کے سامنے سب سے پہلے عملی طور پر اسلام نے پیش کیا ہے اور وہ بھی اس دور میں جس کو آج کل کے مجددین غیر مہذب و ناتربیت یافتہ دور کہتے ہیں۔ آج کل کی مہذب و تربیت یافتہ دنیا غیر مذہب والوں کے ساتھ اس قسم کی وسعت اور فراخ حوصلگی کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔

فرانسیسی مصنف "موسیو سدیو" نے اپنی کتاب "تاریخ عرب" میں لکھا ہے:-

"دین اسلام کو وحشی مذہب کہنے والوں کی نابینائی قلب اور حق سے کان بند کر لینے اور راہ راست سے ہٹ کر پھسل جانے کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی۔ کہ قرآن مجید میں ایسی آیتیں ہیں جو عربوں کی گزشتہ عادات بد کی ناسخ ہیں۔ مثلاً انتقام کا جذبہ، کھلم کھلا ظلم کرنا جو یورپ میں پہلے بھی تھا اور ڈوئل کی صورت میں اب بھی موجود ہے۔"

پروفیسر "واکر" نے قانون بین الممالک کی تاریخ لکھتے ہوئے یہ ملاحظہ پیش کیا ہے:-

"متمدن اور مہذب سلطنتوں پر وحشیوں کا دھاوا بولنا اور غالب آ کر سلطنت و حکومت کا مالک بن جانا تاریخ کا ایک واقعی واقعہ ہے لیکن جرمنوں، تاتاریوں وغیرہ وحشیوں کے برخلاف عجیب بات یہ ہے کہ عرب کے بدو جب یک بیک اپنے صحرائی بر اعظم سے بیرون میں امنڈنے لگے (خلافت راشدہ کے زمانہ میں) تو ان عربی فاتحین کو عام تصور کے وحشی فاتحین میں کسی طرح شامل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ان وحشی بدوؤں کے ...... ان کے مفتوحوں سے بھی بڑھ کر تہذیب اور اخلاق حسنہ نظر آتے ہیں"

ذیل میں چند اعداد و شمار دیئے جاتے ہیں۔ جن سے جہاد کی حقیقت واضح ہونے میں مدد ملے گی:-

جنگ سے ہلاک شدگان کا تقابلی مطالعہ

داعیٔ انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی دس سالہ زندگی میں ایک نہیں چوبیس جہاد کیے۔ اس عرصہ میں آپ کا اقتدار شہر مدینہ سے پھیل کر جزیرہ نمائے عرب اور جنوبی فلسطین کے دس لاکھ مربع میل کے رقبے پر محیط ہو گیا تھا۔ فتوحات کی روزانہ اوسط ۲۷۵ میل ہوتی ہے، لیکن اس پوری فتح میں دشمن کے بمشکل ڈھائی سو آدمی مارے گئے اور اگر بیر معونہ میں دھوکے سے اور جنگ احد میں ذہنی نافرمانی میں بھاگ دوڑ کے وقت جو ۱۳۰ مسلمان شہید کیے گئے تھے انہیں مستثنیٰ کر دیا جائے تو

مسلمان شہداء کی تعداد بمشکل سو تک پہنچتی ہے

ان لڑائیوں میں تمام اضافتوں کو حذف کر کے شہداء اور مقتولین کی جو زیادہ سے زیادہ تعداد بتائی جاتی ہے وہ ۱۰۴۸ ہے اس میں مسلم شہداء کی تعداد ۲۳ ۹ تئیس ہے۔ جبکہ مفتوحہ علاقوں کی آبادی کئی ملین تھی اور آج کی طرح فوجی و غیر فوجی کی تقسیم نہ تھی۔ بلکہ کل آبادی فوجی ہوتی تھی۔

ان اعداد و شمار کے مقابلہ میں فرانس اور امریکہ کو جمہوریت قائم کرنے میں اور انگلستان کو پارلیمنٹ کا نظام اپنانے میں جتنے خون بہانے پڑے اور پچھلی جنگ عظیم اور حال کی جنگ کوریا میں جو خون کی ہولی کھیلی گئی۔ اُن کے دیکھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ واقعی رحمت الٰہی کا ایک پہلو اور فتنہ و فساد ختم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یورپ کے دور جاہلیت میں اصلاحی تحریک کے روکنے کے لئے جو محکمہ احتساب قائم کیا گیا تھا اس کے احکام سے جو نفوس ہلاک کئے گئے "جان ڈیون پورٹ" نے اپنی کتاب اپالوجی آف محمد اینڈ قرآن میں ان کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بتائی ہے۔ جو عیسائیوں کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ صرف اسپین میں۔ اس محکمہ کی کارگزاری کا خلاصہ یہ ہے۔ ۳۱۹۱۲ افراد زندہ جلائے گئے ۱۷۶۵۹ افراد کی تصویریں جلائی گئیں۔ اور ۲۹۱۲۵۰ آدمی قید کیے گئے۔

حضرت فاروق اعظم کی سادگی اور احساسِ فرض

از حکیم حافظ محمد یوسف رشید چغتائی ایڈیٹر ماہنامہ "الشہاب" کسروڈ پکا۔

راہنمایان قوم اور پیشوایان ملت کے لئے دو باتیں اشد ضروری ہیں۔ سادگی۔ احساس فرض۔ جس قوم کے ہادی ان خوبیوں سے محروم ہیں وہ قوم کبھی اپنی تمناؤں کو سرسبز نہیں دیکھ سکتی۔ آج ہماری قوم بام عروج سے قعر پستی کی طرف نہایت سرعت سے عود کر رہی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے رہنما ہمارے راہبر عموماً ان صفات حسنہ سے معرا ہیں۔ ہمارے سلف صالحین جو قوم کے لیڈر و ریفارمر ہوا کرتے تھے۔ لیڈری و ریفارمری کو ایک ذریعہ تعیش اور ایک وسیلہ وجاہت تصور نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اس کو ایک گراں قدر بار اور ایک اہم ترین خدمت سمجھتے تھے۔ جس کی تکمیل ان کو ایک آن چین نہیں لینے دیتی تھی۔ اگر لیڈری و ریفارمری کے یہی معنی ہوتے ہیں۔ جو ہمارے لیڈران قوم پیشوایان ملت نے سمجھ رکھے ہیں تو ہم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں ایسے واقعات نہ پاتے جن کے اثر سے متاثر ہو کر یہ تحریر لکھی جا رہی ہے کیوں کہ صدیق اکبر کے بعد فاروق اعظم سے بڑھ کر جلیل القدر رہنما مسلمانوں کا اور کون ہو سکتا ہے جو سرور کونین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق جانشین اور مسلمانان عالم کے خلیفہ برحق اور مملکت قیصر و کسریٰ کے فاتح تھے۔

(۱) معرکہ قادسیہ نہایت زور شور سے جاری تھا۔ ہزاروں فدایان دین پاک پیارے وطن اور جان سے زیادہ عزیز زن اہل و عیال کو چھوڑ کر پرائے دیس میں اسلام مقدس کی اشاعت کے لئے اپنا قیمتی خون بہانے گئے تھے ایسی حالت میں کیونکر ممکن تھا کہ مسلمانوں کا خلیفہ اعظم چین سے گھر میں بیٹھا رہتا اور امارت کے مزے اڑاتا۔ فاروق اعظم کا معمول ہو گیا تھا کہ ہر روز آفتاب نکلتے مدینہ شریف سے باہر نکل جاتے اور قادسیہ کی طرف سے آنے والے راستے پر بیٹھتے شاید کوئی قاصد آ جائے اور سرفروشوں کا حال سنائے ایک روز معمول کے موافق شہر سے باہر قادسیہ کے راستے پر بیٹھے تھے کا انتظار کر رہے تھے کہ دور سے ایک شتر سوار آتا ہوا دکھائی دیا۔ آپ نہایت شوق سے اس کی طرف دوڑے اور بڑھ کر پوچھا بھائی کہاں سے آ رہے ہو معلوم ہوا کہ سعدؓ کا قاصد ہے اور قادسیہ سے آ رہا ہے۔ پھر کیا تھا آپ نے بڑے شوق کا سے حالات پوچھنے شروع کئے۔ آپ جانتے ہیں کہ قاصد کس حال میں تھا۔ قاصد شتر پر سوار تھا اور فاروق اعظمؓ پیادہ اس کے شتر کے ساتھ دوڑے جا رہے تھے اور حالات دریافت فرماتے جاتے تھے۔ جب شتر سوار شہر میں پہنچا تو اسے عجیب معاملہ نظر آیا جو سامنے آتا تھا امیر المومنین کہتا نظر آتا تھا۔ اب تو قاصد کے ہوش بجا نہ رہے نہایت خوفزدہ ہوا اور از راہ عذر کہنے لگا کہ حضور نے مجھ کو اپنے نام نامی سے کیوں مطلع نہ فرمایا تاکہ میں اس سخت بے ادبی کا مرتکب نہ ہوتا حضرت نے فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں تم اپنے سلسلہ کلام کو منقطع نہ کرو۔ اسی طرح اس کے ساتھ کاشانۂ خلافت تک آئے۔ اسی کاشانۂ خلافت میں آپ نے اہل مدینہ طیبہ کو جمع کیا اور مژدہ فتح سنانے کے بعد حاضرین کو مخاطب کر کے ایک پُر اثر تقریر فرمائی جس کے حسب ذیل فقرے لیڈران عصر حاضرہ و رہنمایان وقت موجودہ کے لئے لائق سبق آموزی ہیں۔ ..... مسلمانو میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امراۃ الاسلام

از جناب سید مشتاق حسین بخاری صاحب

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اوّلین زوجہ مطہرہ ہیں۔ آپ کا اسم گرامی خدیجہ رضؓ۔ ام ہند کنیت اور طاہرہ لقب تھا۔ قریش سے تعلق رکھتی تھیں اور چوتھی پشت میں آنحضرت سے مل جاتی ہیں۔ والد کا نام خویلد اور والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ آپ کے والد اپنے قبیلہ کے معزز شخص تھے۔ مکّہ میں آکر اقامت پذیر ہوئے اور فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی۔ حضرت خدیجہؓ کی پیدائش عام الفیل سے پندرہ برس قبل تھی۔

آپ کے پاکیزہ اخلاق کا سن شعور سے پہلے ہی شہرہ تھا۔ اسی بنا پر آپ کا نام طاہرہ پڑ چکا تھا۔ ان ہی صفات کی وجہ سے آپ کے والد نے آپ کے نکاح کیلئے توراۃ اور انجیل کے بہت بڑے عالم ورقہ بن نوفل کو منتخب کیا۔ لیکن کسی وجہ سے شادی نہ ہو سکی۔ آپ کا پہلا نکاح ابو ہالہ بن نباش تمیمی سے ہوا۔ دوسرا نکاح عتیق بن عابد مخزومی سے ہوا۔

اسی زمانے میں حرب الفجار چھڑی۔ جس میں حضرت خدیجہؓ کے باپ لڑائی کے لئے نکلے۔ اور اس میں کام آئے پھر آپ کے شوہر بھی چل بسے۔

تجارت

آپ کے خاندان کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ باپ اور شوہر کے بعد کاروبار کا کوئی نگران نہ رہا تو جناب طاہرہ کو بہت دقت پیش آئی۔ بہرحال آپ نے اس پیشہ کو ترک نہ کیا۔ اور ہمّت مردانہ سے اسے نبھاتی رہیں۔ اپنے رشتہ داروں کو مال تجارت دے کر کاروبار کراتی رہتیں۔

حضورؐ اس وقت ۲۵ سال کو پہنچ رہے تھے۔ ایک دن آپ کے چچا ابو طالب آپ سے کہنے لگے۔ کہ میں مالدار آدمی نہیں ہوں کہ تمہیں تجارت کرا سکوں۔ گھر میں عسرت حالی ہے۔ اور گزارا بمشکل چل رہا ہے۔ تم جانتے ہو کہ ہمارے ہی شہر کی ایک خاتون خدیجہؓ لوگوں کو مال دے کر تجارت کراتی ہے۔ تم بھی ان کا مال لے کر ملک شام کی طرف جاؤ اور کچھ نفع حاصل کرو۔ حسنِ اتفاق دیکھئے کہ پیشتر اس کے کہ حضورؐ جناب طاہرہ کے پاس اس غرض کے لئے تشریف لے جاتے۔ انہیں خود ہی چچا بھتیجہ کی گفتگو کی اطلاع مل گئی۔ کہ آپ کے ایسا ارادہ تجارت رکھتے ہیں۔ فوراً پیغام بھیجا کہ آپ میرا مال لے کر جائیں۔ آپ کو دوسروں سے دوگنا منافع دوں گی۔ حضورؐ نے منظور فرما لیا۔ حضرت خدیجہؓ نے غلام جس کا نام میسرہ تھا۔ ساتھ کر دیا۔ حضورؐ نے نہایت عمدہ طریقہ سے تجارت کی اور پہلے سے بہت زیادہ نفع حاصل کیا۔

حضرت خدیجہؓ کی دولت و ثروت اور حسن اخلاق نے تمام قریش کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ اور ہر شخص آپ سے نکاح کے لئے خواہاں تھا۔ لیکن بارگاہ الٰہی کو اور ہی کچھ منظور تھا۔ حضورؐ جب سفر شام سے تشریف لائے۔ تو میسرہ نے حضرت خدیجہؓ کو سفر کی عجیب و غریب باتیں بتلائیں اور بتلایا کہ ایک راہب نے کہا تھا کہ یہ شخص نبی آخر الزماں ہوں گے۔ حضرت خدیجہ نے خود ہی شادی کا پیغام بھیجا۔ آپ نے منظور فرما لیا اور شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ عرب میں عورتوں کو رواجاً آزادی تھی۔ حضرت طاہرہؓ نے خود ہی شادی کے ابتدائی مراتب طے کئے۔ حضورؐ کے اس رشتہ کو آپ کے شفیق چچا نے خوب پسند کیا۔ چنانچہ مقررہ تاریخ پر رؤسائے خاندان ابو طالب اور حضرت حمزہؓ تشریف لائے حضرت خدیجہؓ نے اپنے خاندان کے چند آدمیوں کو جمع کیا ہوا تھا۔ ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ اور ۵۰۰ طلائی درہم مہر قرار پایا۔ حضورؐ کا سن مبارک اس وقت ۲۵ سال۔ اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔

اس سلسلہ میں حضرت ابن عبّاسؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ خوشی کے موقع پر مکّہ کی تمام مستورات جمع تھیں ان میں جناب طاہرہ بھی موجود تھیں۔ ایک شخص کہیں سے ظاہر ہو گیا۔ اور بلند آواز سے کہنے لگا۔ اے مکّہ کی عورتو تمہارے شہر میں احمدؐ نام کا ایک نبی ہوگا۔ تم میں سے جو عورت اس سے نکاح کر سکے تو کر لیوے۔ یہ بات دیگر مستورات نے تو نظر انداز کر دی البتہ حضرت خدیجہؓ نے پلّے باندھ رکھی تھی جس کی تکمیل اب کی گئی۔

نبوت

شروع شروع میں حضورؐ اللہ کی عبادت کے لئے کھانے پینے کا سامان لے کر غار حرا میں تشریف لے جاتے جب سامان ختم ہو جاتا تو واپس تشریف لے آتے اور سامان لے کر پھر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے۔ ایک دن فرشتہ غیب نظر آیا۔ اور حضورؐ سے کہنے لگا۔ پڑھو! جواب ملا میں پڑھا لکھا نہیں اس نے سینے سے لگایا۔ اور زور سے دبایا۔ یہ عمل تین دفعہ کیا۔ اور کہا پڑھو اور سورۃ علق کی ابتدائی تین آیتیں دہرائیں۔ آپؐ نے یہ آیات یاد فرمالیں۔ اور ڈرتے ڈرتے گھر تشریف لائے۔ اور آتے ہی حضرت طاہرہؓ سے فرمایا مجھے کپڑا اڑھا دو۔ انہوں نے کپڑا اڑھا دیا۔ جب خوف طبعی کیفیت جاتی رہی۔ تو حضورؐ نے سارا واقعہ غمخوار بیوی کو سنایا۔ اور کہا مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔

اس وقت حضرت خدیجہؓ کا استقلال قابل دید تھا۔ آپ نے ضعف نازک کی مسلمہ سراسیمگی اور خوف کا مظاہرہ نہ کیا۔ بلکہ نہایت دلیرانہ الفاظ میں حضورؐ کی حوصلہ افزائی کی۔ آپ نے حضورؐ سے کہا کہ آپ متردد نہ ہوں اللہ آپ کا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ بے کسوں اور فقیروں کے معاون رہتے ہیں۔ مہمان نوازی اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے رہتے ہیں۔ پھر وہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ جو مذہباً نصرانی تھے۔ وہ عبرانی جانتے تھے اور عبرانی میں انجیل لکھا کرتے تھے۔ اب وہ بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا اپنے بھتیجے (حضورؐ) کی باتیں سنو وہ بولے اے برادر زادے تم نے کیا دیکھا؟ حضورؐ نے غار حرا کے واقعہ کی کیفیت بیان کی۔ تو کہا کہ یہی وہ ناموسِ اعظم (حضرت جبرائیلؑ) ہے جو موسیٰ پر اترا تھا۔ کاش مجھ میں اس وقت قوت ہوتی اور زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کرے گی آنحضرت نے سوال کیا کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی؟ ورقہ نے جواب دیا ہاں۔ جو کچھ آپ پر نازل ہوا ہے۔ وہ جب کسی پر نازل ہوتا ہے۔ تو دنیا اس کی دشمن ہو جاتی ہے اور اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو تمہاری مدد کروں گا ورقہ کا بہت جلد انتقال ہو گیا۔ اور وحی کا نزول بھی چند دنوں کے لئے رک گیا۔

اس وقت تک پنجگانہ نماز تو فرض نہ تھی۔ لیکن حضورؐ نوافل پڑھا کرتے تھے جن میں حضرت خدیجہؓ بھی شامل ہوتی تھیں۔

ایک روایت ہے امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے کہ عفیف کندی ایک شخص کچھ دنوں کے لئے مکّہ آئے اور حضرت عباسؓ کے پاس ٹھہرے۔ صبح کے وقت ایک دن کعبہ کی طرف نظر تھی دیکھا کہ ایک نوجوان آیا اور آسمان کی طرف دیکھ کر قبلہ رخ کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک لڑکا اس کے داہنی طرف اور ایک خاتون اس کے پیچھے کھڑی ہو گئی اور نماز ادا کی جب چلے گئے۔ تو عفیف نے حضرت عباسؓ سے کہا کہ کوئی بہت بڑا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ حضرت عباسؓ نے جواب دیا ہاں۔ جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے؟ یہ میرا بھتیجہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ یہ دوسرا بھتیجہ علی (رضی اللہ عنہ) ہے۔ اور خاتون محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیوی خدیجہ (رضؓ) ہیں۔ میرے بھتیجے کا خیال ہے کہ اس کا مذہب پروردگار عالم کا مذہب ہے۔ اور وہ جو کچھ کرتا ہے۔ اس کے حکم سے کرتا ہے۔ دنیا میں جہاں تک مجھ کو علم ہے اس خیال کے طرف یہی تین اشخاص ہیں۔ عفیف کا بیان ہے کہ کاش میں اسی روز مسلمان

اسلام غیر مسلموں کی نظر میں

(۳)

از ماسٹر اللہ دتا صاحب عبداللہ پوری کوٹ ضلع شیخوپورہ

تصدیق رسالت رسول ربانی ایک مسیحی عالم کی زبانی ؛

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات حمیدہ اور شفقت، نرم دلی کی آیات بھی ہم نے نقل کی ہیں۔ لکھا ہے:

کہ حضور ایمانداروں پر شفیق و مہربان ہے
اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ایک روشن چراغ تھے۔ رحمۃ للعالمین
علیہ الصلوۃ والسلام اور صاحب خلق عظیم تھے۔
ان کے اوصاف سے آخر ان کی کوشش بار
آور اور سعی مشکور ہوئی۔

ہندو فقرا اور اہل اللہ

جناب حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ہم نے ہندو فقیروں سے پوچھا۔ کہ منزل
فقر میں جب راستے طے کئے جاتے ہیں
تو کیا کسی جگہ پیغمبر عرب کی راہ نمائی اور
روشنی سے مدد ملتی یا ضرورت پڑتی ہے
انہوں نے کہا کہ۔ آگے چلتے چلتے ایک
مقام ایسا آتا ہے جہاں ہندو اور غیر
ہندو کا فرق باقی نہیں رہتا۔ اس وقت
ہم پر حقیقت احوال منکشف ہو جاتی ہے
وہاں سے آگے ایک قدم بھی بغیر اقرار
اور وسیلہ محمد عربی کے نہیں جا سکتے۔ چنانچہ
ایک گوشائیں نے رامائن کے آخر یال کنڈ
نامی حصہ سے کچھ اشعار ایک خاص لہجہ میں
سنائے ؎

راجہ بیٹھت بھوپیت دکھائے
اپن مت سب کا سمجھائے

(ترجمہ) وہ بادشاہی قاعدہ سکھائے۔ خوف اور محبت
سے کام لے۔ اپنا دین سب کو منائے۔

نہم اگم سوئی پنچ ادپارہ
بیچ اہا ادمت نجبارہ

(ترجمہ) ہندو کے پھیلانے کے مانند جلال ہوگا۔ گرم
ہوگا آقوال ان میں نیچ ہے یعنی جس طرح کمہار
آوین سے بیچ میں آگ لگاتا ہے جو تمام جگہ پہنچ جاتی ہے
اسی طرح ان کا دین سب میں پہنچ جائے گا۔

تب سلازم پہچے کوئی
بنا محمد پار نہ ہوئے

(ترجمہ) تب خدا تک بغیر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کے
نہیں پہنچ سکتا ہے۔

باہر سلازم نماں تھینہ ہوئے
تلشی بچن ست ست گوئے۔

(ترجمہ) اسکے بعد خدائی پیغام نہ ہوگا۔ تلشی سچ سچ کہتا
ہے۔

بیاس جی مشہور ہندو رشی کی گواہی

آئندہ زمانہ میں مہامت پیدا ہوں گے انکا یہ نشان ہوگا۔

"ان کے سر پہ بدلی سایہ کرے گی۔ اور
ان کے جسم کا سایہ نہ ہوگا۔ دنیا کے
لئے کچھ تلاش نہ کریں گے۔ ان کی سب
تلاش دین کے لیے ہوگی۔ جو کچھ پیدا
کریں گے اللہ کی راہ میں خرچ کرینگے۔ تمام عمر گھر کیلئے
عرب کے سردار انکے دشمن ہوں گے۔ اور وہ اللہ
کے دوست ہوں گے۔ وہ قادر و توانا
کے تیس (۳۰) پران (تیس (۳۰) سپارے)
بھیجے گا۔

فاران اور حضور

حضرت موسیٰ کتاب استثنا باب ۱۸ میں خبر دی ہے

اور خداوند نے مجھے کہا۔ کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا
کہا۔ میں ان کے لیے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا
ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں
گا۔ اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا۔ وہ سب ان سے کہے
گا۔" اور پھر فرماتے ہیں "وہ فاران کی چوٹی سے جلوہ گر
ہوگا۔ (فاران مکہ کو کہتے ہیں)۔

ایک تعلیم یافتہ ہندو کی رائے

ایک وسیع الخیال مرہٹہ جس نے ۱۹۲۴ء میں عراق۔ ایران کی سیاحت کی، وہ اخبار مرہٹہ
۱۴ اگست میں فرماتے ہیں "میں عراق اور ایران کی ترقی
کی اس رفتار کو دیکھ کر بہت زیادہ متحیر ہوا تھا۔ جو ان
اسلامی ممالک نے اس قلیل عرصہ میں کی ہے۔ اور
کر رہے ہیں۔ جو مغربی اقوام کے ساتھ تعلق اور میل جول
کو ہوا ہے۔ مجھے اس کا یقین ہے کہ اسلام پر تعصب
مذہبی کا جو یہ الزام لگایا جاتا ہے وہ ثابت نہیں کیا جا
سکتا۔ پیغمبر عربی کا مذہب اپنے پیروؤں کے دل و دماغ
پر ہرگز ایسے قیود نہیں عائد کرتا۔ جو ان کی تہذیب و تمدن
کی ترقی میں آگے بڑھنے اور دیگر اقوام عالم کے دوش
بدوش ترقی کرنے میں مانع آئیں۔ ہندوستان سے باہر
کی اسلامی جماعت کا وسیع جائزہ لینے کے بعد جو جنگ
عمومی کے اختتام کے بعد ظہور پذیر ہوا۔ مجھے یہ نتیجہ
اخذ کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں ہے۔ کہ ہندوستان کے
مسلمانوں کے اندر فرقہ وارانہ ذہنیت کی تنگ خیالی
ہندو آباؤ اجداد کے اثر اور ہندوؤں کی صحبت اور میل جول
کا نتیجہ ہے

اسلام میں روحانیت

۱۵ نومبر ۱۹۳۶ء کو پنڈت اندرا ناتھ فرماتے ہیں

سائنس کی نیرنگیاں اجرام فلکی کا انکشاف طبیعیات کا علم
اور طرح طرح کی کلوں کی ایجادیں سب باتیں مادی
قوت سے تعلق رکھنے والی ہیں۔ اور روحانیت
مادیت سے افضل ترین ہے۔ جب کبھی روحانیت معجزہ
اور کرامت کے رنگ میں چمکی تو فلسفی حکیم اور فاضل
ششدر و حیران رہ گئے۔ ان کی عقلیں اس گتھی کو سلجھانے
میں ناکامیاب رہیں۔ انہیں حاملان قوت روحانی کی آواز
پر دریا جوش و طوفان اور پانی نے روانی چھوڑ دی۔ ہاتھوں
میں عصا نے اژدہا مہیب کی صورت اختیار کی۔ قم
باذن اللہ کہنے پر مردے جی اٹھے۔ انگلیوں
سے پانی کے چشمے جاری ہوئے۔ کنکروں اور پتھروں
نے بات چیت کی۔ اسی قوت کا ادنیٰ کرشمہ تھا۔
جس نے ظالموں کو رحم اور بخیلوں کو کرم کا سبق دیا۔ بھیڑوں
کو تاجدار بنا دیا۔ حکما، فلاسفروں اور تاریک دل رکھنے
والوں کو مادیت سے علیحدہ کر کے روشنی دکھائی اور
اس روحانی گروہ کا سردار وہ ہے جس کو خلق اللہ
محمد اور احمد کے نام سے پکارتی ہے۔ چنانچہ

اسی مبارک ہستی کی صفت زبور باب ۴۵ میں یہی الفاظ
موجود ہیں۔ تو صداقت کا دوست اور شرارت کا
دشمن ہے۔ بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں
ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا۔ پس لوگ تیری ستائش
ابدالآباد تک کریں گے۔

ہندوؤں کا مسلمان ہونا جبریہ نہ تھا

مسٹر گوبند رام کھنہ ایک تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہندو اہل
قلم لالہ لاجپت رائے کے انگریزی اخبار "پیپل" مورخہ ۸
اگست میں لکھتے ہیں:

یہ خیال کرنا غلط ہے کہ لاکھوں ہندوؤں کا
اپنا آبائی مذہب ترک کر کے مذہب اسلام
اختیار کرنا تمام تر مسلمان حکمرانوں اور مسلمان
حملہ آوروں کے جبر و تشدد کا نتیجہ تھا۔
مسلمان حملہ آوروں میں تبلیغ مذہب کا جوش
ضرور تھا۔ لیکن گذشتہ آٹھ صدیوں میں
لوگوں نے جو مذہب تبدیل کیا ہے
ان سب کو محض جبر و تشدد کا نتیجہ نہیں
کہا جا سکتا۔ مسلمانوں کا سیاسی غلبہ و اقتدار
کا تو سلطنت مغلیہ کی بربادی و تباہی پر
عملاً خاتمہ ہو چکا تھا اور دکن و ممالک وسط
میں مرہٹوں اور پنجاب میں سکھوں کو قوت
حاصل تھی۔ لیکن یہاں بھی تبدیل مذہب کا
سلسلہ بند نہیں ہوا تھا۔ یہ اگرچہ ناگوار اور ذل

ہوجاتا اور میرا شمار اولین مسلمانوں میں ہوتا۔

اس میں تو کسی کو اختلاف نہیں کہ جب کوئی مرد و عورت یا بچہ ایمان نہیں لایا تھا۔ حضرت خدیجہؓ مسلمان تھیں۔ اور سب سے اولین ایمان لانے والی ہیں۔ اسلام کی اشاعت میں بے حد مفید اور معین ثابت ہوئیں۔ حضور کو چند سال تک کفار کا اذیت پہنچانے سے بچکانا محض حضرت خدیجہؓ کا اثر تھا۔ اوپر گزر چکا ہے کہ حضورؐ نے اپنے اضطراب کا ذکر سب سے پہلے ان ہی سے کیا۔ اور انہوں نے کہا خدا آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا۔ دعوت اسلام کے بعد جب کفار آپ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے تھے۔ تو حضرت خدیجہؓ ہی آپ کو تسلی و تشفی دیتی تھیں۔

۷ھ نبوی میں مشرکین مکہ نے آپس میں معاہدہ کیا کہ سارے بنو ہاشم اور بنو مطلب سے قطع تعلق کر دی جائے۔ کوئی شخص نہ ان کے پاس بیٹھے نہ بات کرے۔ نہ ان کے ساتھ خرید و فروخت ہو۔ اور نہ ان کو اپنے گھر آنے جانے دے۔ اس وقت تک صلح نہ کی جائے۔ جب تک بنو ہاشم حضورؐ کو کفار کے حوالے قتل (نعوذ باللہ) کی نیت سے نہ حوالے کر دیں۔ یہ نام نہاد معاہدہ تحریری لکھ کر کعبہ کی دیوار پہ لٹکا دیا گیا تاکہ ہر شخص کے سامنے ہو اور اس کا احترام کرے۔ اس وجہ سے تمام بنو ہاشم (اگرچہ سب کے سب مسلمان نہیں ہوتے تھے تاہم قومی غیرت کی وجہ سے حضورؐ کا ساتھ دیا)۔ دو پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی میں محصور ہوگئے۔ حضرت خدیجہؓ اپنے شوہر اطہرؐ کے ساتھ تھیں۔ یہ بے پناہ تنگی میں گزرے۔ درختوں کے پتے کھا کر گزارہ ہوا۔ بچے چیختے چلاتے تھے۔ حضورؐ کی چھوٹی چھوٹی اولاد فاقے جھیل رہی تھی تاہم اس زمانے میں بھی حضرت طاہرہؓ کے اثر سے کبھی کبھی غلہ سے کچھ پہنچ ہی جاتا تھا۔

ایک دفعہ آپ کا (حضرت خدیجہؓ) کا بھتیجہ تھوڑے سے گیہوں اپنی پھوپھی کے لئے لے جا رہا تھا کہ ابو جہل نے دیکھ لیا اور چھین لینا چاہا۔ اتفاق سے ایک اور قریش وہاں آگیا۔ اس کو اس پر رحم آیا اور ابو جہل سے کہنے لگا کہ ایک شخص اپنی پھوپھی کے کھانے کے لئے بھیجتا ہے۔ تو کیوں روکتا ہے۔ تین برس کے بعد اس معاہدے والی تحریر کو دیمک نے چاٹا اور خاندان بنو ہاشم کی خلاصی ہوئی۔

حضرت طاہرہؓ کی اولاد

حضرت خدیجہؓ کی بہت سی اولاد ہوئی۔ ابو ہالہ جو ان کے پہلے شوہر تھے۔ دو لڑکے پیدا ہوئے جن کا نام ہالہ اور ہند تھے۔ دوسرے شوہر عتیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام بھی ہند تھا۔ حضورؐ سے چھ بچے ہوئے۔ دو لڑکے صغیر سنی میں رحلت فرما گئے۔ اور چار صاحبزادیاں۔ بڑے صاحبزادے کا نام حضرت قاسمؓ۔ ان ہی کے نام پہ حضورؐ کی کنیت ابو القاسم تھی۔

حضرت زینبؓ۔ حضرت عبد اللہؓ۔ جو زمانہ نبوت میں پیدا ہوئے۔ ان کا لقب طیب اور طاہر بھی تھا۔ حضرت رقیہؓ۔ حضرت ام کلثومؓ حضرت فاطمہ زہراؓ۔ ان سب میں ایک ایک سال کا فرق تھا۔ حضرت طاہرہؓ کو اپنی اولاد سے بے حد محبت تھی اور ان کی نگہداشت کے لئے ایک لونڈی مقرر کر رکھی تھی۔

وفات

نکاح کے بعد تقریباً ۲۵ برس تک زندہ رہیں اور ۱۱ رمضان ۱۰ھ نبوی کو ہجرت سے تین سال قبل انتقال فرمایا۔ آپ کی عمر اس وقت ۶۴ سال ۶ ماہ کی تھی۔ اس وقت تک جنازہ کے احکام نہیں تھے۔ اس لئے ویسے ہی ان کو دفن کر دیا گیا۔ حضورؐ خود قبر میں اترے اور اپنی سب سے بڑی غمگسار کو دائمی اجل کے سپرد کیا۔ اس وقت حضورؐ کو بے حد غم ہوا اور اس سال کو آپؐ عام الحزن کہا کرتے تھے۔

باقی آئندہ

بقیہ اسلام غیر مسلموں کی نظر میں (...)

آزارات ضرور تھی مگر اس تلخ صداقت کو ضرور تسلیم کرنا پڑے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک آریہ کی نظر میں

پروفیسر رام دیو۔ بی۔ اے سابق پروفیسر گروکل کانگڑی وایڈیٹر ویدک میگزین نے لاہور میں ایک لیکچر میں کہا تھا

چھٹی صدی میں عرب کی اخلاقی حالت بہت خراب تھی۔ جب کوئی باشندہ مر جاتا تھا۔ تو وہ اپنی عورت بطور ورثہ چھوڑ جاتا تھا جس کے بعد اسکا بیٹا سوائے اس کے جس کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا باقی سب سے نکاح کر سکتا تھا۔ عرب قوم میں اتفاق کا نام و نشان نہ تھا۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے گلے کاٹا کرتے تھے۔ لیکن دنیا کی تاریخ میں یہ معجزہ ہوا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس قوم میں جان ڈال دی۔ حضرتؐ نے انہیں سکھایا کہ بت پرستی چھوڑ دو۔ اور ایک خدا کو مانو۔ شروع میں حضرت محمد صاحب کے تیس معاون اور مددگار تھے ان کی جاتی (قوم) قریش ان کی سخت مخالف تھی۔ یہاں تک کہ آخر کار انہیں مکہ سے بھاگ کر مدینہ جانا پڑا لیکن مدینہ میں بیٹھے ہوئے محمد صاحب نے ان میں جادو کی بجلی بھر دی وہ بجلی جو انسان کو دیوتا (فرشتہ) بنا دیتی ہے

آنحضرتؐ نے یہ بجلی راجوں مہاراجوں میں نہیں بھری تھی۔ بلکہ تمام لوگوں میں۔ اور یہ غلط ہے کہ اسلام محض تلوار سے پھیلا ہے۔ یہ امر واقع ہے۔ کہ اشاعت اسلام کیلئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی۔ اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو کوئی پھیلا کر دکھائے۔ محمد صاحب نے عرب میں کس قسم کا جوش (یقین) بھر دیا تھا۔ اسکی مثال سنئے

ایک غلام کو جو مسلمان ہو چکا تھا اسکا آقا دھوپ میں بٹھا کر اور اسکی چھاتی پر پتھر رکھ کر پوچھا کرتا تھا کہ بتا تو محمدؐ کو چھوڑے گا یا نہیں؟ لیکن غلام انکار کرتا ہے۔

رازدار بیوی کی شہادت

حضور سرور عالمؐ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یورپ کا ایک مشہور فاضل مسٹر کارلائل لکھتا ہے کہ میں جس زمانہ میں عرب کی (حالات زندگی) تاریخ پڑھ رہا تھا۔ قدرتی طور میرے دل میں یہ سوالات پیدا ہوتے تھے کہ اسلام کن اسباب کے ماتحت اسقدر جلد اور مکمل ترقی کر لی اور کیوں اس وقت تک چالیس کروڑ آدمی اس مذہب کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ جب میں نے غور کیا تو یہ بات میرے ذہن میں آئی کہ محض رسول عربیؐ کی صداقت کی وجہ سے یہ مذہب کامیاب ہوا۔ اور آج بھی اہی روحانی طاقت اسلام کو پھیلا رہی ہے۔ میں شروع میں اسلامی پیغمبرؐ کی تعظیم نہیں کرتا تھا۔ لیکن [illegible] ان کے حالات پڑھے تو مجھے ان کی صداقت کا یقین ہوگیا۔ میرے نزدیک ان کی صداقت کا ایک واضح ترین ثبوت یہ ہے کہ سب سے پہلے جس نے ان کی رسالت کو تسلیم کیا وہ ان کی بیوی خدیجہؓ ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ بیوی اپنے شوہر کے حالات سے بخوبی واقف ہوتی ہے۔ اگر اس کے شوہر کا کیریکٹر اچھا ہوتا ہے تو وہ اس کی تعظیم کرتی ہے اگر خدانخواستہ حضرت محمدؐ کا کیریکٹر اچھا نہ ہوتا اور وہ متقی و محرم نہ ہوتے تو ان کی بیوی ہرگز ان کی رسالت کا اقرار نہ کرتی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ رازدار بیوی کی شہادت ساری شہادتوں سے افضل ہے۔

اسلام اور علماء فرنگ

ڈاکٹر مورس جس نے حکومت فرانس کے حکم سے قرآن کریم کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ وہ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔ کہ

قرآن کیا ہے؟ اگر قرآن کی اگر ایسی تعریف ہو سکتی ہے جس میں کسی طرح کا نقص نہ نکل سکتا ہو وہ اس کی فصاحت و بلاغت ہے۔ وہ عظیم الشان فضیلت جس پر تیس چالیس کروڑ انسان فخر کرتے ہیں وہ یہ کتاب ہے کہ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کیلئے جو کتابیں تیار کی ہیں۔ ان سب میں یہ بہترین کتاب ہے۔ اسکے نغمے انسان کی خیر و فلاح کے متعلق فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں۔ اس میں آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے کی حمد و ثنا بھری ہے۔ خدا کی عظمت سے

از جناب مولانا ضیاء الدین صاحب خطیب واہ کینٹ ضلع اٹک

تاثیر قرآن حکیم

اللہ تعالےٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے انسان دو چیزوں سے مرکب ہے ایک جسم دوم روح جیسے اللہ تعالیٰ نے جسم کی غذا پیدا فرمائی اور اس غذا میں تاثیر رکھی کہ انسان اسے صحیح طور پر استعمال کرے تو جسم کو تقویت پہنچتی ہے۔ اسی طرح اس رب العزت نے روح کی غذا بھی مہیا کی ہے۔ یعنی قرآن حکیم یہ انسان کی روح کی غذا ہے۔ اور اسے صحیح طور پر استعمال کرنے سے روح کی تمام بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اور روح کو قوت ملتی ہے۔ قدرت نے اسکے اندر تاثیر رکھی ہے فرمایا (شِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ)

(جبال پر اسکی تاثیر)

اس کی تاثیر کے متعلق فرمایا:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ۔

(ترجمہ) اگر ہم اتارتے یہ قرآن ایک پہاڑ پر تو دیکھ لیتا کہ وہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے۔ اور یہ مثالیں ہم سناتے ہیں لوگوں کو تاکہ وہ غور کریں کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

سنتے سنتے تمہارے محفل بدعات کو
کان بہرے ہو گئے دل بدمزہ ہونے لگے ہے
آؤ سنوائیں تمہیں وہ نغمہ مشروع بھی
پارہ جس کے حس سے طور بھی ہونے لگے ہے
حیف گر تاثیر اسکی تیرے دل پر کچھ نہ ہو
کوہ جس سے خاشعاً متصدعاً ہونے لگے ہے

جنوں پر اسکی تاثیر

صحیحین میں ہے کہ جب آنحضرت نبوت سے سرفراز ہوئے تو آسمان میں ایک انقلاب پیدا ہوا۔ جن اور شیاطین اب اوپر بڑھنے سے روک دیئے گئے۔ ٹوٹنے والے تاروں کی بھرمار ہو گئی۔ کاہنوں اور عاملوں کی خبر رسانی کے ذرائع مسدود ہو گئے اور ان باطل پرستوں کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا۔ اس انقلاب آسمانی نے جنوں اور شیطانوں کی محفلوں میں حیرت پیدا کر دی۔ سب نے کہا کہ یقیناً روئے زمین پر کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔ دنیا کی ہر سمت کو انہوں نے چھان ڈالا۔ اسپر چند سال گذر گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ دین کے لیے قبائل میں دورے فرما رہے تھے۔ اور اس تقریب سے عکاظ کے میلہ میں تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں رات کے وقت مقام نخلہ میں قیام ہوا۔ صبح کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کے ساتھ نماز میں مصروف تھے اور قرآن مجید کی آیتیں جہر کے ساتھ تلاوت فرما رہے تھے کہ اتفاق سے جنوں کی ایک جماعت کا جو تفتیش حال کیلئے تہامہ کی طرف آئی تھی اس مقام پر گذر ہوا اس نے جب قرآن مجید کی آیتیں سنیں تو بیکبار پکار اٹھی کہ یہی وہ نور حق ہے جو درخشاں ستاروں میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اور وہ لوٹ کر اپنی قوم میں گئی۔ اور ان کو جا کر خاتم النبیین کی بشارت دی (امام بخاری نے سورۃ جن کی تفسیر میں اس واقعہ کو ذکر کیا ہے۔ نیز صحیح مسلم نے کتاب الصلوٰۃ باب الجہر فی الصبح۔ نیز ترمذی نے تفسیر سورۃ جن میں اور مسند ابن حنبل نے بروایت ابن عباسؓ جلد ۱ صفحہ ۲۵۲) قرآن مجید میں سورۃ جن اور سورۃ احقاف کے اندر جنوں کی آمد اور پھر قرآن کا سننا اور مسلمان ہونا واضح طور پر موجود ہے صحیح مسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ جنوں نے دو دفعہ آنحضرتؐ کو قرآن مجید پڑھتے سنا۔

قرآن مجید کی تاثیر انسانوں پر

شاہ حبشہ نجاشی کے دربار میں حضرت جعفرؓ نے سورۃ مریم کی تلاوت کی تو اسپر رقت طاری ہو گئی اور اسکی دونوں آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے پھر کہا خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں (مسند ابن حنبل جلد ۱ صفحہ ۲۰۲ مستدرک حاکم جلد دوم صفحہ ۳۰۱)

۲- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے کون ناواقف ہے کہ وہ قرآن مجید کے اثر سے ہی مسلمان ہوئے تھے۔

۳- حضرت جبیر ابن معطم اسیران بدر کو چھڑانے آئے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۃ طور کی ایک دو آیتیں سن لیں تو ان کا دل دھڑکنے لگا۔ حضرت عثمان ابن مظعون نے چند آیتیں سن لیں تو فوراً مسلمان ہو گئے۔

۵- حضرت طفیل ابن عمر دوسی کے کانوں میں اتفاقیہ قرآن مجید کی چند آیتیں پہنچ گئیں تو مسلمان ہو گئے۔ حبشہ سے بیس آدمیوں کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی آپ نے ان کو قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور تو اور خود محیط وحی اور حامل کلام ربانی خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن مجید سننے میں کیا حال تھا۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ قرات شروع کی تو بے اختیار چشم مبارک سے آنسو جاری ہو گئے۔ اختصار کے پیش نظر انہی شواہد پر اکتفا کرتا ہوں اللہ تعالےٰ نے ہمیں کتنی تاثیر والی کتاب عطا فرمائی ہے۔ بعض حضرات کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ بے شک یہ تاثیر والی کتاب تھی لیکن اب صدیاں گذر گئیں یہ پرانی ہو چکی ہے۔ اس میں اب تاثیر نہیں رہی۔ جسکا جواب یہ ہے کہ اگر پرانا ہونا بے اثر ہونے کا ثبوت ہے تو سورج تو قرآن مجید سے بھی پرانا ہے۔ مگر پھر بھی یہ دنیا کو اسی طرح منور کر رہا ہے جیسا آج سے کئی ہزار سال پہلے منور کر رہا تھا قرآن مجید کو اب بھی اپنے ملک میں نافذ کر کے اس کی تاثیر کو دیکھ لیں کہ رحمت الٰہیہ کے دروازے کیسے کھلتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے حکام کو اس کی تاثیر کی سمجھ عطا فرمائے۔ اور جمیع مسلمانوں کو اس تاثیر والی کتاب سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

(بقیہ اسلام غیر مسلموں کی نظر میں صفحہ ۱۶ سے آگے)

اس کا حرف حرف پڑھے جس نے لا یہ چیزیں بنائی ہیں۔ اور ہر ایک کی استعداد کے مطابق اہتمام کی ہے۔ قرآن علماء کیلئے ایک علمی کتاب شائقین لغت کیلئے ذخیرہ لغت، شعراء کیلئے عروض کا مجموعہ اور شعر الہی و قوانین کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔ (باقی آئندہ)

(بقیہ خطبہ صفحہ ۹ سے آگے)

گڑائی تھی۔ اس کے مطابق پاکستان بن جائے اور میری جان مسجد کی ٹوٹی ہوئی چٹائیوں کے تنکوں پر بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوتے۔ سبحان ربی الاعلیٰ کہتے ہوئے نکل جائے۔ میں پاکستان کو خدا کی نعمت خیال کرتا ہوں مگر اس نعمت کی اس ملک میں جو توہین ہو رہی ہے اس سے مجھے خطرہ ہے کہ کہیں خدا تعالیٰ کا غضب ہم پر نازل نہ ہو جائے۔

دعا

اے اللہ تعلیم جدید کے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں سے جو بادیان دین اسلام کی بے ادبی کرتے ہیں اور ان کا تمسخر اڑاتے ہیں اور اسی سبب سے وہ اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ انہیں ہدایت عطا فرما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ اسلام کا شیدائی بنا۔

آمین یا الٰہ العالمین وما علینا الا البلاغ المبین۔

(بقیہ دین و دنیا کی فلاح صفحہ ۶ سے آگے)

مناسب ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ روزہ اور قرآن شریف دونوں بندے کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکے رکھا۔ میری شفاعت قبول کیجئے اور قرآن شریف کہتا ہے کہ یا اللہ میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا میری شفاعت قبول کیجئے پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کلام پاک سے بڑھ کر کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔ نہ کوئی نبی نہ فرشتہ وغیرہ۔ جب آدمی مرتا ہے تو اس کے گھر کے لوگ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور اس کے سرہانے نہایت حسین و جمیل صورت میں ایک شخص آتا ہے۔ جب کفن دیا جاتا ہے۔ تو وہ شخص کفن اور سینے کے درمیان ہوتا ہے جب دفن کرنے کے بعد لوٹتے ہیں اور منکر نکیر آتے ہیں تو وہ اس شخص کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں کہ سوال یکسوئی میں کریں مگر یہ کہتا ہے کہ یہ میرا ساتھی ہے میرا دوست ہے میں کسی حال میں بھی اس کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ تم اگر سوالات کرنے پر مامور ہو تو اپنا کام کرو میں اس وقت تک اس سے جدا نہیں ہو سکتا کہ جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کرا لوں گا۔ اس کے بعد وہ اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے کہ میں ہی وہ قرآن ہوں جس کو تو کبھی بلند آواز سے پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ۔ تو بے فکر رہ منکر نکیر کے سوالات کے بعد تجھے کوئی غم نہیں ہے۔ اس کے بعد جب وہ اپنے سوالات سے فارغ ہو کر چلے جاتے ہیں تو یہ ملاء اعلیٰ سے بستر وغیرہ کا انتظام کرتا ہے جو ریشم کا ہوتا ہے اور اس کے درمیان مشک بھرا ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے بھی نصیب فرمائیں اور قارئین کو بھی۔ آمین ثم آمین۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس نے کلام اللہ شریف پڑھا اس نے علوم نبوت کو اپنی پسلیوں کے درمیان لے لیا۔ گو اس کی طرف وحی نہیں بھیجی جاتی۔ حامل قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ غصہ والوں کے ساتھ غصہ کرے۔ جاہلوں کے ساتھ جہالت کرے حالانکہ اس کے پیٹ میں اللہ کا کلام ہے۔ وحی کا سلسلہ تو اب حضورؐ کے بعد ختم ہو چکا ہے۔ مگر چونکہ حق تعالیٰ کا پاک کلام ہے اس لئے علم نبوت ہونے میں کیا تامل ہے۔ اور جب کوئی شخص علوم نبوت سے نوازا جائے تو ضروری ہے کہ اس کے مناسب بہترین اخلاق پیدا کرے اور برے اخلاق سے احتراز کرے۔ حافظ قرآن تو اسلام کا جھنڈا اٹھانے والا ہے۔ اس لئے مناسب نہیں کہ لہو و لعب میں لگنے والوں کے ساتھ لگے یا غافلین کی مجلس میں شریک ہو یا بیکار لوگوں میں داخل ہو۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کو قیامت کا خوف دامن گیر نہ ہوگا۔ نہ ان کو حساب کتاب دینا پڑے گا۔ اتنے مخلوق حساب کتاب سے فارغ ہو۔ وہ مشک کے ٹیلوں پر تفریح کریں گے۔ ایک وہ شخص جس نے اللہ کے واسطے قرآن شریف پڑھا اور امامت کی اس طرح کہ مقتدی اس سے راضی رہے۔ دوسرا وہ شخص جو لوگوں کو نماز کے لئے بلاتا ہو صرف اللہ کے واسطے تیسرا وہ شخص جو اپنے مالک سے بھی اچھا معاملہ رکھے اور ماتحتوں سے بھی۔ قیامت کی سختی، اس کی وحشت، اس کا خوف اس کی مصیبتیں اور تکالیف ایسی نہیں کہ مسلمان کا دل ان سے خالی ہو یا بے خبر ہو۔ اس دن میں کسی بات کی وجہ سے بے فکری نصیب ہو جائے۔ تو یہ بھی لاکھوں کروڑوں نعمتوں سے بڑھ کر ایک نعمت ہے خوش نصیب اس شخص کے جس کو یہ میسر ہو۔ اور بربادی ہے ان بے حسوں کے لئے جو اس کو لغو اور بیکار سمجھتے ہیں۔　　(باقی آئندہ)

بقیہ موت و حیات

صفحہ ۱۱ سے آگے

ہاں جسمانی حیثیت سے پوری طرح دخول حشر کے بعد ہوگا جنت میں داخلہ کا سبب عادی تمہارا عمل ہے۔ باقی سب رحمت الٰہیہ ہے۔

مرنے کے بعد جب خدا کے پاس جائیں گے تو نہ سر پر ٹوپی اور نہ پاؤں میں جوتا۔ خالی ہاتھ جائیں گے جیسا کہ پیدائش کے وقت خالی ہاتھ تھے۔ اور جس ساز و سامان پر فخر تھا وہ ساتھ نہیں لے جائیں گے بلکہ پیچھے ہی چھوڑ کر جائیں گے۔ کسی شخص کو تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے۔ اگر ضبط نہ ہو سکے تو اس طرح کہے اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَ خَیْرًا لِّیْ۔

انسان کا ابتلا (آزمائش) اس کے دین کے مطابق ہوتا ہے۔ اگر وہ شخص اپنے دین میں نہایت سخت ہے اس پر مصیبت بھی بہت سخت نازل ہوگی اور جو شخص دین میں کمزور ہے اس کی مصیبت بھی آسان ہوگی۔ الغرض انسان مصیبت میں ایسا صاف ہو جاتا ہے گویا اس نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔ سب سے زیادہ انبیائے کرام تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔

بقیہ فاروق اعظم صفحہ ۲۳ سے آگے

بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو غلام بنانا چاہتا ہوں خلافت کا بار میرے سر پر رکھا گیا ہے۔ اگر اس طرح میں تمہارا کام کروں کہ تم چین سے گھروں میں سوؤ تو میری سعادت ہے اور اگر میری یہ خواہش ہو کہ تم میرے دروازے پر حاضری دو تو یہ میری بدبختی ہے میں تم کو تعلیم دینا چاہتا ہوں۔ قول سے نہیں بلکہ عمل سے مملکت کے صوبہ خوزستان میں مجاہدین اسلام سرگرم پیکار تھے صوبہ مذکور کا ایک خاص شہر سوستر جو صدر مقام کی حیثیت رکھتا تھا اور بسبب استحکام محلات اور فوجی چھاؤنیاں کے واقعی طور پر خوزستان کا مرکز تھا اسلامی فوج ظفر موج کے ہاتھوں فتح ہو رہا تھا۔ آخری وقت میں مجمی لشکر کے سپہ سالار ہرمزان نے قلعہ کے برج پر چڑھ کر کہا کہ میرے ترکش میں سو تیر ہیں اور جب تک میں ان کی تعداد میں مسلمانوں کی جانیں ضائع نہ کر دوں گا گرفتار نہ ہوں گا۔ البتہ اس شرط پر برج سے نیچے اتر سکتا ہوں کہ مجھ کو دربار خلافت میں زندہ پہنچا دیا جائے وہاں میرے حق میں جو فیصلہ ہوگا ہو کر رہے گا۔ عساکر اسلامیہ حضرت [illegible] موسیٰ اشعریؓ نے ہرمزان کی درخواست قبول کر لی اور حضرت انسؓ کو مامور کیا کہ وہ ہرمزان کو مدینہ طیبہ پہنچا آئیں ہرمزان عجب شان و شوکت سے مدینہ کو چلا ایک بات سے شاہانہ انداز پایا جاتا تھا تاج مرصع سر پر رکھے دیبا کی قبا زیب بدن کئے جمی بادشاہوں کا سا زیور پہنے شمشیر مرصع کمر میں لگائے ہمرکابی میں بڑے بڑے رؤساء امراء غرض اس طرح وہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا لوگوں سے دریافت کیا کہ امیر المومنین کہاں ہیں کہا مسجد میں شکست خوردہ ہرمزان دربار خلافت میں گیا مگر حاضر ہوا وہ حضرت خلافت مآب پر اپنا رعب اثر ڈالنا چاہتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ سمجھ رہا تھا کہ ہم اس کے پاس چل رہے ہیں کہ جس کے دبدبہ نے تمام عالم میں غلغلہ ڈال رکھا ہے اور اس کا دربار نہایت شان و شوکت سے ہوگا جس میں معمولی حالت سے جانا اس کی شان کے منافی ہوگا مگر جب ہرمزان فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے یہ محیر العقول منظر دیکھا کہ فاتح قیصر و کسریٰ ایک ادنیٰ شخص کی طرح کمال سادگی سے فرش خاک پر لیٹا ہوا ہے ہرمزان جیسے مرد زریں آب اس سے پہلے عربوں نے کہاں دیکھے تھے ہرمزان ان کے لئے ایک فرقہ تماشا بن گیا سینکڑوں آدمی جمع ہو گئے اور ہرمزان کے گرد تماشائیوں کا ٹھٹ لگ گیا لوگوں کی آمد و رفت کی آہٹ سے حضرت فاروق اعظمؓ کی آنکھ کھل گئی تو عجمی شان و شوکت کا مرقع سامنے تھا اوپر سے نیچے تک دیکھا اور حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا یہ دنیائے دوں کی دلفریبیاں ہیں۔　- باقی باقی -

روحانی بیماریاں

۱۔ غصہ

از مشتاق حسین بخاری،

عزیز بچو! تم نے کئی بار دیکھا ہوگا کہ جب تندرست آدمی بیمار ہو جاتا ہے تو کام کرنے کے قابل نہیں رہتا پڑھائی لکھائی نہیں کر سکتا۔ کھیل کود نہیں سکتا۔ کسی جگہ جا نہیں سکتا۔ غرضیکہ بیماری اس کی زندگی میں نقص پیدا کر دیتی ہے۔ جب اُسے دوا پلاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے شفا دے دیتے ہیں۔ پھر وہ کام کرنے کے لائق ہو جاتا ہے۔ جس طرح جسم کی بیماریاں اور علاج ہیں۔ اسی طرح انسان کے اندر علاج ہے۔ اس کی بھی بیماریاں روحانی ہیں۔ لیکن جسمانی بیماریوں کی طرح انسان روحانی بیماریوں سے چارپائی پر نہیں پڑ جاتا بلکہ اسی طرح چلتا پھرتا ہے، کھاتا پیتا ہے اور کام کاج کرتا ہے لیکن جب روحانی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ تو آدمی کے اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں۔ لوگ اُسے ناپسند کرتے ہیں۔ اور اس طرح روحانی بیمار نہ صرف خود بلکہ دوسروں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ تم پوچھو گے کہ روحانی بیماریاں کیا کیا ہوتی ہیں! روحانی بیماریاں بہت سی ہیں۔ مثلاً غصہ۔ حسد۔ دکھلاوہ وغیرہ آج کی محفل میں ہم تمہیں "غصہ" کے بارے میں بتلاتے ہیں۔

غصہ دراصل فطرتی چیز ہے اور ہر انسان میں کم و بیش پایا جاتا ہے۔ لیکن اگر اس پر قابو نہ پایا جائے۔ اور اس کو بڑھنے پھولنے دیا جائے تو یہ ایک خطرناک روحانی بیماری بن جاتا ہے۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ جتنی پرانی مرض ہو جائے، اتنا ہی اس کا علاج مشکل اور طویل ہو گا۔

عزیزو! ابھی چھوٹے ہو تمہیں چاہئیے کہ غصہ پر قابو پانے کی عادت ڈال کر پختہ کر لو جب بڑے ہو گے تو اس سے نہ صرف تمہیں فائدہ ہو گا بلکہ دوسرے بھی دیکھ کر رشک کریں گے اور تم بھی انہیں اپنی مثال دے کر نصیحت کر سکو گے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی شخص کے پچھاڑنے سے آدمی پہلوان نہیں ہوتا بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو پچھاڑے۔ غصہ پر قابو پانے کا پہلا علاج ہے کہ جب آدمی غصہ میں ہو تو نبی اکرمؐ کا ارشاد یاد کرے اور تصور کرے کہ میں نے اپنے نفس کو پچھاڑنا ہے۔ اگر وہ چار بار اس نے کامیابی سے اس پر عمل کر لیا تو پھر انشاء اللہ اس کی عادت پڑ جائے گی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نرمی اور شرافت کی عادت ڈالو۔ جب کوئی غصہ پیدا کرنے والا واقعہ پیش آئے تو ضبط سے کام لو اور سوچنا شروع کر دو کہ غصہ کیوں آ رہا ہے۔ کہیں غصہ کرنے سے اللہ تو ناراض نہیں ہو جاتے جب سوچ میں پڑ جاؤ گے تو غصہ زائل ہو جائے گا۔

تیسرا علاج یہ ہے کہ اپنی غلطی کا احساس کرنے کی عادت ہو جائے۔ کیونکہ بعض دفعہ دوسرے شخص پر غصہ اس لیے آتا ہے کہ اس نے غلطی کی ہے جیسے ملازم یا ماتحت یا چھوٹا بھائی یا بہن۔ اگر اس کا احساس ہو کہ میں نے کتنی بار غلطی کی ہے۔ اور اللہ میاں نے کوئی سزا نہیں دی بلکہ معاف کرنے کا وعدہ فرمایا ہے تو دوسرے پر غصہ کم آئے گا۔ چوتھا علاج یہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ لے کیونکہ زیادہ تر شیطان ہی غصہ دلاتا ہے۔ جب اس سے اللہ کی پناہ مانگی جائے تو اس کی جرأت نہیں کہ وہ اپنا کام کرے۔

اس کا پانچواں علاج

بزرگوں نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ٹھنڈا پانی پی لو۔ پھر اگر کھڑے ہو بیٹھ جاؤ۔ بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔ اگر پھر بھی غصہ دور نہ ہو تو وضو کر کے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دو۔ تاکہ عاجزی کا اظہار ہو اور غصہ جاتا رہے۔

اگر اس طریقے سے غصہ کا مقابلہ کرو گے تو اس روحانی بیماری کا علاج ہو سکتا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔

(آمین)

عزیز بچو سویرے اٹھو

از جناب محمد یونس ثمر بجنوری - پنڈی بھٹیاں

عزیز بچو، عزیز بچو
خدا کی رحمت پکارتی ہے
لپک کے رحمت خدا کی پا لو
وضو کرو، باتمیز دھو لو،
نماز مسجد میں جا گزارو
کرو تلاوت کلام حق کی
درود روح نبیؐ پہ بھیجو
خدا کے بندے ہو! اُسی کے
حدیث و قرآں پڑھو دلوں میں
یہی ہے دانش یہی ہے حکمت
چراغ علم نبی اٹھا کر
کمال ڈھونڈو جلال ڈھونڈو
حرام و مکروہ سے ہو نفرت
کمال دیں ہے کمال دنیا،
ملے گی دنیا بھی عاقبت بھی
اگر وہ مولائے کل ہے راضی
وگرنہ دنیا بھی عاقبت بھی
برے خیالات میں نہ پڑنا،
گناہ سے چاہتے ہو بچنا،
ہمیشہ ماں باپ کی اطاعت
یتیم بچہ جہاں بھی دیکھو
اگر بڑا چاہتے ہو بننا
ہمدردی نزد رب ہمارے
عطا ہے سب کو اسی کی الفت
بر آئے دل کی ہر اک تمنا

سویرے اٹھو سویرے اٹھو!
سویرے اٹھو سویرے اٹھو
عزیز بچو سویرے اٹھو!
دلوں سے بغض اور بیر دھو لو!
جہاں کی ہر ہر مراد پا لو!
دلوں میں نور خدا بسا لو!
انہیں کی سنت سے لو لگا لو
نبی کا دین اور علم سیکھو
خیال انگریز کا نہ لاؤ
اسی میں بہتر ہو اے عزیزو!
ہر ایک خوبی اسی سے ڈھونڈو!
جمال ڈھونڈو جلال ڈھونڈو
زوال و پستی سے دور بھاگو
مگر اسی کو غرض نہ سمجھو!
رضائے حق کو غرض بنا لو
تو ساری دنیا کو بس میں جانو
تباہ جانو خراب سمجھو!
خدا کو ہر وقت یاد رکھو
تو بھول کر بھی نہ جھوٹ بولو
کو سعادت اسی میں جانو
بڑی محبت سے پیش آؤ
بڑوں کی تعظیم فرض جانو
عزیز بچو جگے کے اٹھو
خدائے قدوس پاک پوجو
سویرے اٹھو سویرے اٹھو

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

ایڈیٹر :-
عبدالمنان چوہان

ہفتہ وار خبریں

بدل اشتراک
سالانہ ... گیارہ روپے
ششماہی ... چھ روپے
فی پرچہ ... چار آنے

ــــ ڈھاکہ۔ ۲۹ جنوری، پولیس کو آج یہاں پلٹن میدان میں عوامی لیگیوں اور جو مشرقی پاکستان کی چھ مسلم تنظیموں کے حامیوں کا تصادم روکنے کے لئے معمولی لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ جس کے باعث چھ افراد زخمی ہو گئے۔ تین کو پولیس نے حراست میں لے لیا۔

ــــ کراچی، ۳۰ جنوری، آج پاکستان مسلم لیگ کونسل نے طے کیا کہ مغربی پاکستان اسمبلی میں لیگ پارٹی کی تشکیل کی جائے گی۔

ــــ کراچی، ۳۰ جنوری، دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے آج یہاں کہا کہ ممکن ہے کہ پاکستان کو کشمیر کا مسئلہ پھر حفاظتی کونسل میں لے جانا پڑے۔

ــــ کراچی، ۳۰ جنوری، آج مختلف انجمنوں تنظیموں اور پبلک اداروں کی طرف سے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پر زور دیا گیا کہ اقوام متحدہ میں کشمیر کے تنازعہ کا فیصلہ جلد از جلد کیا جائے۔

ــــ کراچی، ۳۱ جنوری۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے آج یہاں کہا کہ کشمیر کے مسئلہ کو دوبارہ اقوام متحدہ کے سامنے پیش کرنے سے پہلے پاکستان اور بھارت کو ایک بار پھر سے براہ راست باہمی بات چیت کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ــــ کراچی، یکم فروری، پاکستانی ناظم الامور متعینہ افغانستان مسٹر خٹک کابل واپس روانہ ہو گئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ انہیں افغانستان کے متعلق پاکستان کی آئندہ پالیسی کے بارے میں نئی ہدایات دی گئی ہیں۔

ــــ کراچی، یکم فروری، آج دستور یہ میں آئینی بل پر عام بحث ختم ہو گئی۔ وزیر قانون نے آئینی بل پر غور و خوض کے لئے جو تحریک پیش کی تھی۔ اسے منظور کر لیا گیا۔

ــــ کراچی، یکم فروری۔ یکم اگست ۱۹۵۶ء کے بعد سرخ رنگ کے دس روپے اور سبز رنگ کے سو روپے کے نوٹ ملک میں قانونی سکہ متصور ہوں گے وہ سٹیٹ یا نیشنل بنک سے تبدیل ہو سکیں گے۔

ــــ کراچی۔ ۲ فروری۔ آئینی بل پر تقریباً دس روز کی عام بحث کے بعد آج دستور ساز اسمبلی میں اس پر شق وار بحث شروع ہو گئی اور تین دفعات منظور کر لی گئیں۔

ــــ لاہور۔ ۲ فروری۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے جنرل سٹور میں غبن کے سلسلہ میں ریلوے پولیس نے کیس رجسٹر کر کے تحقیقات شروع کر دی ہیں۔

ــــ کراچی۔ ۲ فروری۔ آج دستور ساز اسمبلی میں تقریر اور اجتماع کی آزادیوں کے متعلق بنیادی حقوق کی صرف دو دفعات منظور ہو سکیں۔ آج خوب گرما گرم بحث ہوئی۔

ــــ عمان۔ یکم فروری۔ اردن کے وزیر اعظم نے کہا ہے۔ ہماری پالیسی یہ نہیں ہے کہ ہم معاہدہ بغداد میں شامل ہوں۔

ــــ واشنگٹن۔ ۲ فروری۔ نئی دہلی میں امریکی سفیر نے صدر آئزن ہاور سے یہ سفارش کی ہے کہ ہندوستان کے لئے امریکہ کی اقتصادی اور سیاسی پالیسی پر نظر ثانی کی جائے۔

ــــ واشنگٹن۔ ۲ فروری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ مسٹر ایڈن اور صدر آئزن ہاور مشرق بعید کے بارے میں اپنے اختلافات ختم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

ــــ شیلانگ۔ ۲ فروری۔ آسام کے باغی ناگا قبائل پر قابو پانے کے سلسلے میں سول حکام کی امداد کے لئے ایک بار پھر فوج طلب کر لی گئی ہے۔

ــــ کٹک، ۲۹ جنوری، اڑیسہ میں مزید فسادات کی روک تھام کے لئے آج مزید فوج یہاں پہنچ گئی ہے۔

ــــ واشنگٹن، ۲۹ جنوری، صدر آئزن ہاور نے مارشل بلگانن کی یہ پیشکش مسترد کر دی ہے کہ روس اور امریکہ بیس سال کے لئے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کریں۔

ــــ لنڈن۔ ۲۹ جنوری، بمبئی، کلکتہ اور کٹک وغیرہ کے حالیہ فسادات سے یہاں بھارتی مال کی تجارت کرنے والی تمام منڈیاں اور بھارت کو سامان برآمد کرنے والے برطانوی تاجروں میں بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔

ــــ کابل۔ ۲۹ جنوری۔ روس اور افغانستان نے آج مالی امداد کے ایک سمجھوتہ پر دستخط کر دیئے ہیں۔ اس سمجھوتہ کے تحت روس افغانستان کو دس کروڑ ڈالر کا قرضہ دے گا۔

ــــ لنڈن۔ ۲۹ جنوری، روس میں حصول اقتدار کے لئے رسہ کشی جاری ہے کروشیف کے مخالفوں کی طاقت ابھی تک ختم نہیں ہوئی۔

ــــ لنڈن۔ ۳۰ جنوری، یہاں کے باخبر حلقے مشرق وسطی کے متعلق مسٹر ایڈن اور صدر آئزن ہاور کی موجودہ بات چیت کے بارے میں زیادہ پر امید نہیں کشمیر اور پختونستان کے مسئلہ پر اس ملاقات میں غور نہیں کیا جائے گا۔

ــــ بغداد، ۳۰ جنوری، معاہدہ بغداد کے رکن ممالک کے اعلے فوجی ماہرین کی خفیہ بات چیت دو ہفتے کے بعد آج یہاں ختم ہو گئی۔ ان فوجی ماہروں کا آئندہ اجلاس اپریل میں تہران میں منعقد ہو گا۔

ــــ کلکتہ۔ ۳۰ جنوری۔ بھارتی حکومت نے آسام میں ناگا قبائل کے علاقوں میں ہنگامی صورت حال کا اعلان کر دیا ہے۔

ــــ بمبئی، ۳۰ جنوری، کل رات پولیس نے وسطی بمبئی میں بلوائیوں کے ایک گروہ پر گولی چلا دی۔ یہ لوگ پتھر پھینک رہے تھے۔ فائرنگ سے پانچ اشخاص مجروح ہوئے

(پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین لاہور شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا)